اخلاص

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اخلاص ایک حجام سے سیکھا ہے۔ جب میں مکہ معظمہ میں تھا ایک حجام ایک خواجہ کی حجامت بنا رہا تھا۔ میں نے کہا۔ "کیا میرے بال بھی خدا کے لئے کاٹ دو گے؟" اس نے کہا۔ "ہاں"۔

اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے۔ ابھی تک اس خواجہ کی حجامت پوری نہ بنی تھی کہ حجام نے اس سے کہا۔ "آپ اٹھ جائیے کیونکہ جب خدا کا نام درمیان میں آ گیا میں نے سب کچھ پا لیا"۔ —— پھر مجھ کو بٹھایا میرے سر کو بوسہ دیا اور میرے بال مونڈ دئے۔ اس کے بعد مجھے ایک کاغذ دیا جس میں ریزگاری تھی اور مجھ سے کہا۔ "اس کو اپنی ضرورت پر خرچ کرنا"۔ میں نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تو نیت کی کہ اول جو کشایش مجھے نصیب ہوگی تو میں اس شخص کے ساتھ مروت کروں گا۔ ابھی تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ لوگوں نے مجھے بصرہ سے اشرفیوں کی ایک تھیلی بھیجی۔ یہ تھیلی لے کر میں اس حجام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب میں نے تھیلی اسے دی تو اس نے کہا۔ "یہ کیا ہے؟" میں نے کہا "میری نیت یہ تھی کہ جو مجھے اول کشائش ملے گی وہ میں تجھے دوں گا"۔ —— یہ سن کر اس نے مجھ سے کہا —— "تجھے خدا سے شرم نہیں آتی؟ تم نے مجھے کہا تھا کہ خدا کے لئے میری حجامت بنا دے اور اب یہ کیا لے کر آیا ہے؟ بھلا تو نے کہیں یہ دیکھا ہے کہ کوئی شخص خدا کے لئے کام کرے اور عوضانہ طلب کرے"۔

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ طَارِقِ الْاَشْجَعِیْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَتَاہُ رَجُلٌ فَقَالَ کَیْفَ اَقُوْلُ حِیْنَ اَسْأَلُ رَبِّیْ قَالَ قُلْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ (وَجَمَعَ اَصَابِعَہٗ اِلَّا الْاِبْھَامَ) فَاِنَّ ھٰؤُلَاءِ یَجْمَعْنَ لَکَ دِیْنَکَ وَدُنْیَاکَ

(رواہ ابن ابی شیبہ)

حضرت طارق اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے پوچھا۔ کہ مجھے بتا دیجئے کہ جب میں اپنے پروردگار سے مانگوں تو کس طرح عرض کروں اور کیا عرض کروں؟ آپ نے فرمایا یوں عرض کیا کرو۔ "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ۔ (اے اللہ! میرے گناہ معاف فرما دے اور مجھے بخش دے، مجھ پر رحمت فرما۔ مجھے عافیت اور آرام چین نصیب فرما۔ اور مجھے روزی عطا فرما) اس کے بعد آپ نے اپنے ہاتھ کی چاروں انگلیاں ملا کے ہم کا اشارہ کیا اور فرمایا کہ یہ چار کلمے تیری دینی اور دنیوی ساری ضرورتوں پر حاوی ہیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

تشریح بلاشبہ جس کو دنیا میں بقدر ضرورت روزی اور چین و آرام اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہو جائے اور آخرت میں اس کے لیے مغفرت اور رحمت کا فیصلہ ہو جائے اسے سب کچھ مل گیا ــــ یہ دعا بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم فرمائی ہوئی نہایت جامع اور مختصر دعاؤں میں سے ہے۔

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی شخص اسلام لاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو نماز کی تعلیم فرماتے اور اس دعا کی تلقین فرماتے۔ "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ (مَرْفُوْعًا) اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ فِیْ قُدْرَتِکَ وَاَدْخِلْنِیْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَاقْضِ اَجَلِیْ فِیْ طَاعَتِکَ وَاخْتِمْ لِیْ بِخَیْرِ عَمَلِیْ وَاجْعَلْ ثَوَابَہُ الْجَنَّۃَ۔

(رواہ البیہقی فی السنن)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا روایت کی ہے اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ . . . تا . . . وَاجْعَلْ ثَوَابَہُ الْجَنَّۃَ (اے اللہ! مجھے اپنی قدرت سے عافیت عطا فرما اور مجھے اپنی رحمت کے سایہ میں لے لے اور میری زندگی اپنی طاعت و عبادت میں پوری کرا دے۔ (یعنی میں زندگی کے آخری لمحہ تک تیری طاعت و عبادت کرتا رہوں) اور میرے بہترین عمل پر میرا خاتمہ فرما اور اس کے صلہ میں مجھے جنت عطا فرما) (سنن کبریٰ بیہقی)

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ (مَرْفُوْعًا) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ وَرَحْمَتِکَ فَاِنَّہٗ لَا یَمْلِکُھُمَا اِلَّا اَنْتَ۔

(رواہ الطبرانی فی الکبیر)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا روایت کی ہے "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ تا . . اِلَّا اَنْتَ" (اے اللہ! میں تجھ سے تیرا فضل اور تیری رحمت مانگتا ہوں۔ بس تو ہی فضل و رحمت کا مالک ہے)

(معجم کبیر طبرانی)

تشریح اس سلسلہ معارف الحدیث میں ذکر کیا جا چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو دنیوی اور مادی نعمتیں نصیب ہوں۔ ان کو قرآن و حدیث کی زبان میں فضل سے تعبیر کیا جاتا ہے اور روحانی و اخروی نعمتوں کو رحمت سے۔ اس بنا پر اس دعا کا مطلب یہ ہوا کہ اے اللہ! دنیوی و اخروی اور مادی و روحانی سب نعمتوں کا مالک تو ہی ہے۔ تیرے سوا کوئی نہیں۔ جو کچھ بھی دے سکے ــ اس کے لیے میں تجھ ہی سے دونوں قسم کی نعمتوں کا طالب سائل ہوں۔

آیت کریمہ

رمضان المبارک کے بعد پہلی آیت کریمہ اور مجلس ذکر انشاء اللہ تعالیٰ ۶ راگست بعد نماز مغرب ہوگی۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین لاہور

۵ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

۷ راگست ۱۹۸۱ء

جلد ۲۷

شمارہ ۶

فون نمبر ۶۷۵۴۵

مندرجات

رئیس الادارہ
حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ

مدیر منتظم
میاں محمد اجمل قادری

مدیر
محمد سعید الرحمٰن علوی

ذرا سی لغزش

جناب نبی مکرم، رحمتِ دو عالم، قائدنا الاعظم محمد عربی صلوات اللہ تعالیٰ علیہ و سلامہ کی ہجرت کے بعد جب مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے قتال کی اجازت دی تو سب سے پہلے بدر کا معرکہ ہوا جس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نصرت و فتح سے سرفراز فرمایا اور کفر کی کمر ٹوٹ کر رہ گئی۔ اس سے اگلے برس مدینہ طیبہ کے قریب پہاڑ احد کے درمیان لڑائی ہوئی جو اسی نسبت سے غزوہ احد کہلاتا ہے۔ قرآن عزیز کی سورۃ آل عمران کی متعدد آیات اس غزوہ سے متعلق ہیں اس غزوہ میں مسلمانوں کو خاصا بڑا نقصان برداشت کرنا پڑا۔ حضور علیہ السلام کے بڑے محبوب صحابی اور چچا حضرت حمزہ (سید الشہداء) رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور ۶۹ دوسرے صحابہ نے بھی جام شہادت نوش کیا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

خود سرکار دو عالم علیہ السلام زخمی ہوئے اور آپ کے متعلق یہ افواہ اڑ گئی کہ آپ شہید ہو گئے ہیں۔ مسلمانوں پر ان حالات کا اتنا اثر تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور تائید ان کے شامل حال نہ ہوتی تو وہ بالکل ہی ہمت ہار کر بیٹھ جاتے لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنے نبی کے ان رفقاء سے بہت کام لینا تھا اور اقصائے عالم میں اسلام کا پیغام ہدایت اسی مقدس جماعت کی سعی سے پہنچنا تھا۔ اس لیے متعدد آیات میں انہیں حوصلہ دیا گیا تسلی دی گئی اور ان کی ڈھارس بندھائی گئی انتم الاعلون ان کنتم مومنین۔ کی مشہور آیت اسی موقع پر اتری اور مسلمانوں کو بتلایا گیا کہ جب تک تم یقین و ایمان کی دولت و نعمت سے سرشار رہو گے تمہیں کوئی زیر نہیں کر سکے گا۔

اس جنگ کے موقع پر مسلمانوں کو بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے فتح و کامرانی سے نوازا۔ تاہم سوال یہ ہے کہ درمیان میں اس صدمہ سے دو چار ہونے کی نوبت کیوں آئی۔؟ معروف و مسلم بات یہی ہے کہ سرکار دو عالم علیہ السلام نے ایک بہترین جنگی قائد و سپہ سالار اور ماہر حرب و ضرب کی حیثیت سے ایک درہ پر پچاس تیر اندازوں کا جو دستہ کھڑا کیا تھا ان کا ایک حصہ اپنی اجتہادی سوچ کے پیش نظر آپ کے دوسرے فرمان سے قبل وہاں سے ہٹ گیا اور اس ذرا سی لغزش جو بالکل اجتہادی نوعیت کی تھی، کے نتیجہ میں اس قدر نقصان برداشت کرنا پڑا۔ یہ خطائے اجتہادی تھی اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے اس کی معافی کا اعلان کر دیا اس لیے آج کسی سیاہ رو کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس واقعہ کی آڑ میں ان قدسی صفات بزرگوں کے منہ

آئے — اسلام کی خاطر ان کی قربانیوں کا لامتناہی سلسلہ ہے اور آج کے دور کے وہ نام نہاد مفکرین ، واعظین اور اہل قلم جو ایئر کنڈیشن لائبریری روم میں بیٹھ کر اپنے دل کی تاریکی کاغذوں پر بکھیرتے ہیں یا وہ بر خود غلط واعظین جو پیشگی سودے کرکے " وعظ و تبلیغ " کے لیے وقت فراہم کرتے ہیں انہیں صحابہ کی قربانیوں کا اندازہ ہی نہیں ہوسکتا جن کے گھروں میں مہینوں چولہے گرم نہیں ہوتے تھے اور جو سفر جہاد میں ایک ایک کھجور پر گذر بسر کرسکتے تھے " تاہم اس واقعہ میں جو سبق ہے اسے بھلانا نہ چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی موجودگی میں اس خطائے اجتہادی کا یہ نتیجہ سامنے آیا تو آج جب قدم قدم پر آقائے دو عالم کی سنتوں کی مخالفت ہے ، بدعات کی گرم بازاری ہے ، اوامر الٰہی کا مذاق اور نواہی میں انہماک ہے تو خدا کی نصرت و حمایت کیسے ہمارے سروں پر جلوہ فگن ہوگی آج کے " پڑھے لکھے " فضل کی کمی ہے۔ موسم کی بے اعتدالی ، اشیائے خورد و نوش کی سپلائی میں تعطل جیسے مسائل پر " کمپیوٹر " کی روشنی میں غور کرتے ہیں لیکن وہ ایمان و یقین کی مشینری کو کام میں نہیں لاتے جس کی حرارت پر نظام عالم کی صلاح و درستگی کا مدار ہے۔ — ہم غزوۂ احد کے شہیدوں کو دل کی گہرائیوں کے ساتھ سلام عقیدت پیش کرنے کے ساتھ ہی آج کی علمی ، فکری اور سیاسی قیادت سے درخواست کریں گے ۔ کہ مسائل کے حل کا وہ طریق اختیار کریں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا بتلایا ہوا ہے — اور وہ یہی طریقہ ہے کہ ایمان و یقین کی دنیا میں انقلاب پیدا کیا جائے اور ملت کو اس رخ پر لگایا جائے تاکہ اس کی ایمانی کیفیات دنیا کو منور کرسکیں ۔ اس کے بغیر نہ مسائل حل ہوں گے نہ آخرت کا سکون نصیب ہوگا — اللہ تعالیٰ ہمیں سرکار دو عالم ؐ کی حقیقی محبت و اتباع سے سرفراز فرمائے ۔ آمین بحرمۃ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

غلام بارگاہ رسالت علوی

۱۴ اگست

ہم اس سے قبل ایک تفصیلی اداریہ سپرد قلم کرچکے ہیں جس میں اس طرف توجہ دلائی گئی تھی کہ یوم پاکستان کی تقریبات کا اہتمام ۲۷ رمضان کو ہونا چاہیئے لیکن ظاہر ہے کہ نگارخانے میں طوطی کی کون سنتا ہے ؟ دو سو سال کی غلامی کا خمار ختم ہوتے ہوتے ہوگا اور جب یہ خمار ختم ہوگا تو ہم خاک ہو چکے ہوں گے ۔

ہم چاہتے ہیں کہ اس تنگنائے سے نکل کر حقائق کی وسیع دنیا میں قدم رکھا جائے ۔ ماضی کی سنگین غلطیاں — وہ کسی نے بھی کی ہوں — یہ اجتماعی طور پر اللہ تعالیٰ سے معافی کا اہتمام کیا جائے مستقبل کے لیے ٹھوس منصوبہ بندی کی جائے اس دن مختلف عمال کو ان کی حسن کارکردگی پسند تھوک کے حساب سے تمغات تقسیم کرنے کا جو سلسلہ ہے اس میں اولیت اس بات کو دی جائے کہ یہ بزرجمہر اپنی ایمانی زندگی میں کیسے ہیں ؛ انعام و اکرام سے انہیں نوازا جائے جو فرائض خداوندی کے اہتمام کے ساتھ ساتھ امور مملکت میں خدا خوفی اور محنت سے کام لیتے ہوں ۔ (یہ بات بھی حقیقت میں فرائض خداوندی میں شامل ہے) اس انداز سے قیام پاکستان کی تقریبات کا اہتمام کیا گیا تو صورتحال بتدریج بہتر ہونا شروع ہو جائے گی ۔ اور اگر محض بیانات جاری ہوئے اخبارات کے ایڈیشن شائع ہوئے ۔ نیشنل سینٹروں اور مختلف ہالوں میں تقریبات منائی گئیں ۔ تمغات تقسیم ہوئے ، چراغاں ہوا تو یاد رکھیں اس سے اسراف و تبذیر کے مجرم بن کر ہم اللہ تعالیٰ کی گرفت کا تو شکار ہو سکتے ہیں ۔۔ اپنا کچھ سنوار نہیں سکتے ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اصلاح احوال کی توفیق دے

دعائے مغفرت

حاجی بشیر احمد صاحب کے ماموں اور حاجی ظہور احمد صاحب عنایت موتی چور ہاؤس انار کلی کے تایا چودھری خوشی محمد صاحب آف چکلالہ (راولپنڈی) انتقال فرما گئے ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے ۔

(ادارہ)

حضرت مخدوم سید علی ہجویری رح

توبہ کی حقیقت

قرآن وحدیث میں توبہ کی تاکید

قرآن وحدیث میں توبہ کی اس قدر تاکید و ترغیب ہے اور اس قدر اس کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ جو ایمان کے بعد سب سے اہم چیز معلوم ہوتی ہے قرآن مجید میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

وَتُوبُوا إِلَى اللّٰهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ٥ (سورہ نور ۳۳)

" مومنو ! تم سب مل کر اللہ سے توبہ کرو تاکہ تم کامیاب ہو۔ "

وَاسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ ط إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَدُودٌ ط (ھود ۹۰)

اور تم اپنے پروردگار سے مغفرت چاہو اور اس کے آگے توبہ کرو ، بلاشبہ میرا رب بڑا ہی رحم فرمانے والا اور بہت ہی محبت کرنے والا ہے

لَوْلَا تَسْتَغْفِرُونَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ٥ (النمل ۴۶)

تم اللہ سے مغفرت کیوں نہیں چاہتے تاکہ تم پر رحم کیا جائے ۔

اور سورہ مائدہ میں گنہگار بندوں کے متعلق ارشاد ہے :-

أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ٥

وہ اللہ سے توبہ کیوں نہیں کرتے اور معافی کیوں نہیں طلب کرتے اور اللہ تعالیٰ تو بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے ۔

اور سورہ انعام میں کیسا پیارا ارشاد ہے :-

وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ أَنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِن بَعْدِهِ وَأَصْلَحَ فَأَنَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ٥ (۵۴)

اور اے نبی ! جب آئیں آپ کے پاس ہمارے وہ بندے جو ایمان رکھتے ہیں ہماری آیتوں پر ، تو آپ ان سے کہہ دیں کہ سلام ہو تم پر ، تمہارے رب نے مقرر کیا ہے اپنی ذات پر رحم کرنا جو کوئی تم میں سے گناہ کرے نادانی سے پھر توبہ کرے اس کے بعد اور درست کرے اپنا عمل تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔

سورۂ تحریم میں ارشاد ہے :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا ط عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُكَفِّرَ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ٥

اے ایمان والو ! توبہ کرو اللہ سے سچی توبہ ، امید ہے کہ تمہارا مالک (اس توبہ کے بعد) مٹا دے گا تمہارے گناہ اور داخل کردے گا تم کو جنت کے ان باغیچوں میں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ۔

" توبۃ النصوح " سے مراد علماء نے لکھا ہے کہ وہ خالص اور سچی توبہ ہے جس کے بعد دل کے کسی گوشہ میں بھی گناہ کی طرف پلٹنے کا شائبہ نہ ہو ۔ سچی توبہ کے تین اجزا بھی بتاتے ہیں کہ انسان واقعی اپنے گناہوں سے شرمسار ہو ، آئندہ گناہ سے بچنے کا پختہ عزم کرے اور اپنی زندگی کو سنوارنے اور سدھارنے میں سرگرم ہو جائے ، اور اگر اس نے کسی بندے کی حق تلفی کی ہے تو اس کا حق ادا کرے یا اس سے معاف کرائے یہی وہ توبہ ہے جس سے واقعی انسان کا تزکیہ ہوتا ہے اس سے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور وہ نیک اعمال سے آراستہ زندگی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچتا ہے اور اللہ کی جنت کا مستحق قرار پاتا ہے ۔

حقیقی استغفار

وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَن يَغْفِرُ الذُّنُوبَ

اِلَّا اللّٰہُ ط وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ ہ اُولٰٓئِکَ جَزَآءُھُمْ مَّغْفِرَۃٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ (آل عمران آیت ۱۳۵/۱۳۶)

"اور اگر کبھی اُن سے کوئی فحش کام سرزد ہو جاتا ہے یا اپنے آپ پر کبھی زیادتی کر بیٹھتے ہیں۔ تو معاً انہیں اللہ یاد آ جاتا ہے اور وہ اس سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں اور اللہ کے سوا کون ہے جو گناہ کو معاف کر سکتا ہو؟ اور وہ دیدہ دانستہ اپنے کئے پر اصرار نہیں کرتے ایسے لوگوں کا اجر ان کے رب کے پاس یہ ہے کہ وہ ان کے گناہوں پر عفو و کرم کا پردہ ڈال دے گا اور ایسی جنتوں میں انہیں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہاں وہ ہمیشہ رہیں گے کیا ہی خوب اجر ہے نیک عمل کرنے والوں کے لیے"۔

حقیقی استغفار یہ ہے کہ آدمی غلط روش پر ندامت محسوس کرے اپنے قصوروں اور غلطیوں کا اعتراف کرے جانتے بوجھتے ان پر اصرار نہ کرے بلکہ اللہ کو یاد کر کے لرز جائے گناہ سے باز آئے اور اللہ کے حضور گڑگڑائے کہ پروردگار! میرے قصوروں پر عفو و کرم کا پردہ ڈال دے ؎

تیرا کرم بھی بے حساب، میرے گناہ بھی بیشمار
اپنے کرم کی لاج رکھ، مجھ کو نہ شرمسار کر

توبہ میں دیر نہیں کرنی چاہئیے

بہت سے لوگ اس خیال سے توبہ میں جلدی نہیں کرتے کہ ابھی کیا ہے ابھی تو ہم تندرست ہیں، مرنے سے پہلے کبھی توبہ کر لیں گے، ہم سب کے دشمن شیطان کا یہ بہت بڑا فریب ہے اور اس فریب میں ڈال کر وہ ہمیں بھی اپنی طرح اللہ کی رحمت سے دور کرنا چاہتا ہے، کسے معلوم کہ اس کی موت کب آئے گی؟ اس لیے علماء کرام نے لکھا ہے کہ ہر دن کو یہی سمجھو کہ شاید آج کا دن ہی ہماری زندگی کا آخری دن ہو، اس لیے جب کوئی گناہ ہو جائے تو جلدی سے جلدی اس سے توبہ کر لینا ہی عقلمندی ہے قرآن حکیم میں صاف صاف فرما دیا گیا ہے:۔

اِنَّمَا التَّوْبَۃُ عَلَی اللّٰہِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَھَالَۃٍ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ فَاُولٰٓئِکَ یَتُوْبُ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا ہ وَلَیْسَتِ التَّوْبَۃُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ حَتّٰٓی اِذَا حَضَرَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْاٰنَ وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَھُمْ کُفَّارٌ ط اُولٰٓئِکَ اَعْتَدْنَا لَھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ہ (سورہ النساء ع ۳)

صرف ان لوگوں کی توبہ قبول کرنا اللہ کے ذمے ہے جو نادانی سے گناہ کر بیٹھتے ہیں اور پھر جلدی سے توبہ کر لیتے ہیں تو ان کو اللہ تعالےٰ معاف کرتا ہے اور اللہ علم والا حکمت والا ہے اور ان لوگوں کی کچھ توبہ نہیں جو (ڈھٹائی سے) برابر گناہ کے کام کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے بالکل سامنے موت آ جاتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ اب میں نے توبہ کی (تو ایسوں کی توبہ قبول نہیں ہے) اور نہ ان کی توبہ قبول ہو گی جو کفر کی حالت میں مرتے ہیں۔ ان سب کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے"۔

پس جو دم باقی ہے لازم ہے کہ ہم اس کو غنیمت جانیں اور توبہ کرنے میں اور اپنی حالت درست کرنے میں بالکل دیر نہ کریں معلوم نہیں موت کس وقت سر پہ آ جائے اور اس وقت ہم کو اس کی توفیق بھی ملے یا نہ ملے۔ عام تجربہ یہی ہے کہ جو جس حالت میں جیتا ہے وہ اسی حالت میں مرتا ہے یعنی ایسا نہیں ہوتا کہ ایک شخص عمر بھر اللہ کی نافرمانیاں کرتا ہے لیکن مرنے سے ایک دو دن پہلے وہ ایک دم توبہ کر کے ولی ہو جائے اس لیے جو شخص چاہتا ہے کہ وہ نیکی کی حالت میں مرے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ زندگی ہی میں نیک بن جائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ اس کا خاتمہ ضرور اچھا ہو گا اور قیامت میں نیکوں کے ساتھ اس کا حشر ہو گا۔

ضروری وضاحت

عید الفطر کی تعطیلات کے اصولی طور پر ۷؍ اگست کا پرچہ نہیں آنا چاہئے تھا لیکن ہم نے اپنے قارئین کے پیش نظر چھٹی نہیں کی تاہم مضامین کے اعتبار سے کسی قدر تبدیلی آپ محسوس کریں گے جس پر ہم معذرت خواہ ہیں۔

مسائل و فضائل درود شریف

مرتبہ: مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جالندھری

ہزار بار بشویم دہن بمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

درود شریف باوضو ہو کر دو زانو بیٹھ کر تنہائی میں قبلہ شریف کی طرف منہ کر کے خوشبو لگا کر پاک صاف کپڑے پہن کر پڑھنا مستحب ہے۔

جب حضور پُرنور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی و اسم گرامی (محمدؐ و احمدؐ) کسی سے سُنے یا خود پڑھے یا لکھے ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا فرض ہے۔ اس کے بعد تکرار پر نہ پڑھے تو کوئی گناہ نہیں۔ ہاں اگر ہر بار پڑھتا رہے تو بہت ثواب اور مستحب ہے۔

آپؐ کے احسانات کو اور فضائل و کمالات کو آپؐ کی شفقت اور محبت کو جو کہ ہر اُمتی کے ساتھ ہے دھیان میں رکھ کر درود شریف پڑھنا کامل ایمان کی نشانی اور زیادتی قرب و محبت کا ذریعہ ہے۔ یہی اولیٰ اور افضل ہے۔

آپؐ کی ہر سنّت فعل کے ادا کرنے کے وقت بھی درود شریف پڑھنا مستحب اور بہتر ہے مثلاً سرمہ لگانے اور کنگھی کرتے وقت۔

ہر قسم کی خوشبو لگاتے وقت اور خوشبودار پھول سونگھتے وقت اور خوشبو دینے کے وقت درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔

بے وضو درود شریف پڑھنا جائز ہے جب کہ کوئی عذر شرعی موجود ہو اسی طرح حیض و نفاس والی عورت بھی درود شریف پڑھ سکتی ہے۔ اور چلتے پھرتے بھی درود شریف پڑھنا جائز ہے۔ اور بغیر ہاتھ لگائے قرآن مجید پڑھنا اور دیگر اذکار مسنونہ بھی بے وضو جائز ہیں البتہ حیض و نفاس والی عورت قرآن مجید نہیں پڑھ سکتی۔

فضائل درود شریف

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے قیامت کے دن سب سے زیادہ مجھ سے قریب وہ شخص ہو گا جس نے بکثرت درود شریف مجھ پر بھیجا ہو گا۔ (ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن کثرت سے درود شریف پڑھا کرو۔ جمعہ کے دن درود شریف میرے روبرو پیش کیا جاتا ہے (ابوداؤد)

حضرت ابوطلحہؓ سے روایت ہے کہ میں ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا تو میں نے آپؐ کے چہرۂ منوّر پہ خوشی کے آثار دیکھ کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آج اس قدر مسرّت کے آثار کیسے ہیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ ابوطلحہؓ! کیا یہ خوشی کی بات نہیں ہے کہ مجھ سے جبرئیل نے کہا ہے۔ جو شخص آپؐ کی امّت میں سے آپؐ پر ایک بار درود پڑھے گا تو اللہ تعالےٰ اس کے دس گناہ معاف فرما دے گا۔ اور اس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں لکھے گا اور اس کے دس درجے بلند فرمائے گا۔ (نسائی۔ طبرانی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کوئی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو لوٹا دیتا ہے تاکہ میں اس کے سلام کا جواب دے دوں۔ (ابوداؤد) مطلب یہ ہے کہ عالم شہود اور عالم استغراق سے میری توجہ سلام بھیجنے والے کی جانب مائل کر دیتے ہیں اور میں سلام کا جواب دیتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی ایک جماعت اسی کام کے لیے مقرر کر رکھی ہے جو سیر کرتی رہتی ہے اور میری امت میں سے جو شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے اس سلام کو یہ فرشتے میرے پاس پہنچا دیتے ہیں۔ (ابن حبان)

جو شخص جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن مجھ پر سو مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کی اسّی سال کی خطائیں معاف کر دیتا ہے۔ (روض الفائق)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درود شریف پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ ستّر رحمتیں نازل فرماتے ہیں اور فرشتے اس کے لیے ستّر بار دعا کرتے ہیں (طبرانی)

اور فرمایا قیامت کے دن عرش الٰہی کے سوا کہیں سایہ نہ ہوگا۔ اس دن اللہ تعالیٰ تین قسم کے لوگوں کو خاص طور پر اپنے عرش کے سایہ میں جگہ عطا فرمائیں گے (۱) جس نے میرے امتی کی مصیبت کو حل کیا اور اس پر سے تنگی کو رفع کر دیا۔ (۲) جس نے میری سنت کو زندہ کیا (۳) جس نے مجھ پر بکثرت درود شریف پڑھا۔ (دیلمی)

حضرت کعب بن احبارؓ سے روایت ہے کہ سیدنا موسیٰؑ پر وحی آئی۔ اے موسیٰؑ! کیا تم یہ چاہتے ہو کہ قیامت کے دن تم کو پیاس کی تکلیف نہ ہو۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کی ہاں میری خواہش ہے کہ قیامت کے دن مجھ کو پیاس نہ لگے۔ حضرت حق تعالیٰ جلشانہ، نے فرمایا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کثرت سے پڑھا کرو۔ (اصبہانی)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص میری قبر کے پاس درود شریف پڑھتا ہے تو میں اس درود شریف کو خود سنتا ہوں (یا سنوں گا) اور جو مجھ پر دور فاصلہ پر پڑھتا ہے وہ فرشتوں کے ذریعہ مجھ تک پہنچایا جاتا ہے (یا پہنچا دیا جائے گا)۔ (بیہقی)

اور فرمایا۔ قیامت کے دن خطرات سے محفوظ وہ شخص ہوگا جو مجھ پر بہت زیادہ درود شریف پڑھا کرتا ہے۔ (سعایہ)

اور فرمایا۔ مجھ پر بکثرت درود شریف پڑھا کرو درود شریف کی کثرت تمہاری پاکیزگی اور طہارت کا موجب ہوگی۔ (ابویعلیٰ)

اور فرمایا۔ جو مسلمان مجھ پر درود شریف بھیجتا ہے تو فرشتہ اس شخص کا نام لے کر میرے پاس پہنچتا ہے اور کہتا ہے۔ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپؐ کا امتی آپؐ پر ان الفاظ میں درود بھیجتا ہے۔ (معارج)

اور فرمایا۔ جو شخص مجھ پر ہر روز سو مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری کرتا ہے تیس دنیا کی اور باقی آخرت کی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کو سب سے زیادہ قوت سماعت بخشی ہے:

۱۔ جنت: جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ سے جنت طلب کرتا ہے تو جنت عرض کرتی ہے۔ الٰہی! تیرا فلاں بندہ مجھ کو تجھ سے طلب کر رہا ہے تو اس کے لیے میری نعمتیں وقف کر دے۔

۲۔ دوزخ۔ جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ سے دوزخ سے پناہ مانگتا ہے تو دوزخ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتی ہے یا الٰہ العالمین! تیرا فلاں بندہ مجھ سے پناہ مانگ رہا ہے اس کو تو پناہ دے دے اور میرے عذاب سے اس کو محفوظ رکھ۔

۳۔ فرشتہ: وہ فرشتہ جو درود شریف پر مؤکل ہے جب کوئی بندہ مجھ پر کہیں بھی درود شریف پڑھتا ہے تو وہ فرشتہ سن لیتا ہے تو فوراً مجھ سے عرض کرتا ہے۔ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) فلاں شخص آپ پر درود بھیجتا ہے۔ جو شخص مجھ پر ایک بار درود شریف پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہزار بار رحمت نازل فرماتا ہے اور جو شخص ہزار بار درود

ضیاء الدین لاہوری

سہ صد سالہ ہجری عیسوی تقابلی تقویم (زیر طبع)

حسابی تقویم کی بنیاد

قمری ہجری تقویم کا ڈھانچہ

ایک قمری مہینے کی مدت ۲۹ دن ۱۲ گھنٹے ۴۴ منٹ اور تقریباً ۳ سیکنڈ ہوتی ہے

ایک قمری سال کی مدت ۳۵۴ دن ۸ گھنٹے ۴۸ منٹ اور تقریباً ۳۴ سیکنڈ ہوتی ہے

۳۰ قمری سالوں کی مدت ۱۰۶۳۱ دن اور چند منٹ ہوتی ہے۔ آسانی کے خیال سے یہ چند منٹ نظر انداز کر کے (کہ ان سے ہزاروں سالوں میں کہیں ایک روز کا فرق پڑتا ہے) صرف مکمل دنوں کو حساب میں رکھا جاتا ہے۔ اس طرح قمری مہینوں اور سالوں کا ایک ایسا دور قائم ہو جاتا ہے جس کے ہر ۳۰ سال مکمل دنوں میں شمار ہو جانے کے باعث قمر کا دور صغیر کہلاتے ہیں۔

ایک دور صغیر کے سال اور مہینے (ایام) کی تعداد کے اعتبار سے دوسرے دور کے ترتیب وار

	صفر	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹
۰۰	۰	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ق	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ت	ا	و	ت
۱۰۰	ی	ق	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ق	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ق	ا	و
۲۰۰	ل	ی	ق	ا	و	ت	م	و	ل	ی	ق	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ق	ا
۳۰۰	و	ل	ی	ق	ا	و	ت	م	و	ل	ی	ق	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ق
۴۰۰	م	و	ل	ی	ق	ا	و	ت	م	و	ل	ی	ق	ا	و	ت	م	و	ل	ی
۵۰۰	ت	م	و	ل	ی	ق	ا	ی	ث	م	و	ل	ی	ق	ا	و	ت	م	و	ل
۶۰۰	ی	ت	م	و	ل	ی	ق	ا	ی	ت	م	و	ل	ی	ق	ا	و	ت	م	و
۷۰۰	ا	ی	ت	م	و	ل	ی	ق	ا	ی	ت	م	و	ل	ی	ق	ا	ی	ت	م
۸۰۰	ق	ا	ی	ت	م	و	ل	م	ق	ا	ی	ت	م	و	ل	ی	ق	ا	ی	ت
۹۰۰	م	ق	ا	ی	ت	م	و	ل	م	ق	ا	ی	ت	م	و	ل	ی	ق	ا	ی
۱۰۰۰	ل	م	ق	ا	ی	ت	م	و	ل	م	ق	ا	ی	ت	م	و	ل	م	ق	ا
۱۱۰۰	و	ل	م	ق	ا	ی	ت	ا	و	ل	م	ق	ا	ی	ت	م	و	ل	م	ق
۱۲۰۰	ا	و	ل	م	ق	ا	ی	ت	ا	و	ل	م	ق	ا	ی	ت	م	و	ل	م
۱۳۰۰	ت	ا	و	ل	م	ق	ا	ی	ت	ا	و	ل	م	ق	ا	ی	ت	ا	و	ل
۱۴۰۰	ی	ت	ا	و	ل	م	ق	ل	ی	ت	ا	و	ل	م	ق	ا	ی	ت	ا	و
۱۸۰۰	ل																			

انہی سالوں اور انہی مہینوں کے مطابق ہوتے ہیں

ایک دورِ صغیر کی ترتیب ایام سے مکمل ہفتے جُدا کرنے کے بعد ۵ دن باقی رہتے ہیں،
اس طرح ایک دور سے اگلے دور کی تاریخوں میں ۵ روز کا فرق ہو جاتا ہے۔

سات دورِ صغیر مل کر ۲۱۰ سال کا ایک دورِ کبیر بناتے ہیں جب کہ ۵ روز کا مذکورہ
فرق اس عرصہ میں ۳۵ دن یا ۵ مکمل ہفتوں میں مکمل ہو کر اگلے دورِ کبیر کو دنوں اور
تاریخوں کے اعتبار سے سابقہ دور کے بالکل مطابق شروع کر دیتا ہے۔ یوں تمام دورِ کبیر
ایک دوسرے کے متماثل چلتے رہتے ہیں۔

دورِ صغیر کے ۱۰۶۳۱ دن تیس سالوں میں اس طرح تقسیم ہوتے ہیں کہ گیارہ سال
لیپ یعنی ۳۵۵ دن کے اور باقی انیس سال ۳۵۴ دن کے ہوتے ہیں۔

مشہور جرمن ماہر وسٹنفلڈ کے نزدیک آغاز سنِ ہجری سے ہر دورِ صغیر کے

۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰
م	ق	ل	ی	ت	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ت	ا	و	ل	م	ق	ل	ی	ت	ا	و	ل	م	ق	ا	ی	ت	ا	و
ت	م	ق	ل	ی	ت	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ت	ا	و	ل	م	ق	ل	ی	ت	ا	و	ل	م	ق	ل	ی	ت	ا
و	ت	م	ق	ل	ی	ت	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ت	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ت	ا	و	ل	م	ق	ل	ی	ت
ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ق	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ت	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ت	ا	و	ل	م	ق	ل	ی
ق	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ق	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ت	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ت	ا	و	ت	م	ق	ل
ی	ق	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ق	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ق	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ت	ا	و	ت	م	ق
ل	ی	ق	ا	و	ت	م	و	ل	ی	ق	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ق	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ت	ا	و	ت	م
و	ل	ی	ق	ا	و	ت	م	و	ل	ی	ق	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ق	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ق	ا	و	ت
م	و	ل	ی	ق	ا	و	ت	م	و	ل	ی	ق	ا	و	ت	م	و	ل	ی	ق	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ق	ا	و
ت	م	و	ل	ی	ق	ا	ی	ت	م	و	ل	ی	ق	ا	و	ت	م	و	ل	ی	ق	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ق	ا
ی	ت	م	و	ل	ی	ق	ا	ی	ت	م	و	ل	ی	ق	ا	و	ت	م	و	ل	ی	ق	ا	و	ت	م	و	ل	ی	ق
ا	ی	ت	م	و	ل	ی	ق	ا	ی	ت	م	و	ل	ی	ق	ا	ی	ت	م	و	ل	ی	ق	ا	و	ت	م	و	ل	ی
ق	ا	ی	ت	م	و	ل	م	ق	ا	ی	ت	م	و	ل	ی	ق	ا	ی	ت	م	و	ل	ی	ق	ا	و	ت	م	و	ل
م	ق	ا	ی	ت	م	و	ل	م	ق	ا	ی	ت	م	و	ل	ی	ق	ا	ی	ت	م	و	ل	ی	ق	ا	ی	ت	م	و
ل	م	ق	ا	ی	ت	م	و	ل	م	ق	ا	ی	ت	م	و	ل	م	ق	ا	ی	ت	م	و	ل	ی	ق	ا	ی	ت	[illegible]

مندرجہ ذیل سال لیپ ہوتے ہیں:

۲، ۵، ۷، ۱۰، ۱۳، ۱۶، ۱۸، ۲۱، ۲۴، ۲۶ اور ۲۹

ہر سال کے قمری مہینوں کو ماہِ اول سے ترتیب وار ۳۰ اور ۲۹ دن کا
شمار کیا جاتا ہے جس سے بارہ مہینوں کے ایام کی تعداد ۳۵۴ ہو جاتی ہے*۔ لیپ کے سالوں
میں آخری ماہ کے ایام ۲۹ کی بجائے ۳۰ کر دئیے جاتے ہیں۔

واضح رہے کہ مندرجہ بالا قاعدوں کا رویتِ ہلال سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ قاعدے
حساب میں اختصار اور آسانی کی خاطر ترتیب دئیے جاتے ہیں تاکہ متعلقہ تاریخوں کے قریب ترین درست
ایام معلوم کئے جا سکیں۔ قابلِ قدر سائنسی ترقی کے اس دور میں بھی، جبکہ خلائی سفر کا بھی
آغاز ہو چکا ہے، ماہرین فلکیات کوئی ایسا طریقہ معلوم کرنے میں کامیابی حاصل نہیں کر
سکے جس کے مطابق وہ ہر مہینے کے لئے یہ پیشین گوئی کر سکیں کہ فلاں روز رویتِ ہلال یقینی ہے۔

۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱
[illegible]	م	ق	ا	ی	ت	ا	و	ل	م	ق	ا	ی	ت	م	و	ل	م	ق	ا	ی	ت	م	و	ل	ی	ق	ا	ی	ت	م
و	ل	م	ق	ا	ی	ت	ا	و	ل	م	ق	ا	ی	ت	م	و	ل	م	ق	ا	ی	ت	م	و	ل	م	ق	ا	ی	ت
ا	و	ل	م	ق	ا	ی	ت	ا	و	ل	م	ق	ا	ی	ت	ا	و	ل	م	ق	ا	ی	ت	م	و	ل	م	ق	ا	ی
ت	ا	و	ل	م	ق	ل	ی	ت	ا	و	ل	م	ق	ا	ی	ت	ا	و	ل	م	ق	ا	ی	ت	م	و	ل	م	ق	ا
ی	ت	ا	و	ل	م	ق	ل	ی	ت	ا	و	ل	م	ق	ا	ی	ت	ا	و	ل	م	ق	ا	ی	ت	ا	و	ل	م	ق
ل	ی	ت	ا	و	ل	م	ق	ل	ی	ت	ا	و	ل	م	ق	ل	ی	ت	ا	و	ل	م	ق	ا	ی	ت	ا	و	ل	م
ق	ل	ی	ت	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ت	ا	و	ل	م	ق	ل	ی	ت	ا	و	ل	م	ق	ا	ی	ت	ا	و	ل
م	ق	ل	ی	ت	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ت	ا	و	ل	م	ق	ل	ی	ت	ا	و	ل	م	ق	ل	ی	ت	ا	و
ت	م	ق	ل	ی	ت	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ت	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ت	ا	و	ل	م	ق	ل	ی	ت	ا
و	ت	م	ق	ل	ی	ق	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ت	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ت	ا	و	ل	م	ق	ل	ی	ت
ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ق	ا	و	ت	[illegible]	ق	ل	ی	ت	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ت	ا	و	ت	م	ق	ل	ی
ق	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ق	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ق	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ت	ا	و	ت	م	ق	ل
ی	ق	ا	و	ت	م	و	ل	ی	ق	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ق	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ت	ا	و	ت	م	ق
ل	ی	ق	ا	و	ت	م	و	ل	ی	ق	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ق	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ق	ا	و	ت	م
و	ل	ی	ق	ا	و	ت	م	و	ل	ی	ق	ا	و	ت	م	و	ل	ی	ق	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ق	ا	و	ت

ان حالات میں شہری تقاضوں کے مطابق قمری تقویم کا پیشگی تیار کرنا قطعاً ممکن نہیں
قابل اعتماد ذرائع کی غیر موجودگی میں گزشتہ تاریخوں کا تعین بھی وثوق کے ساتھ نہیں کیا جا سکتا
اور اگر بالفرض کسی جگہ کی بالکل درست معلومات میسر آ جائیں تو بھی رویت ہلال میں اکثر جگہ
اختلاف کے باعث کسی تقویم پر مکمل انحصار نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا مذکورہ حساب کو ہم
حرفِ آخر نہیں بلکہ قریب ترین درست یوم معلوم کرنے کا ایک آسان سا طریقہ کہہ سکتے
ہیں جس میں رویت ہلال سے ایک آدھ روز کا اختلاف بسا اوقات ہو جاتا ہے۔ اس کی
ایک وجہ یہ بھی ہے کہ تقویم میں سہولت کی خاطر ہر قمری سال کے مہینے ہمیشہ ایک کی
ترتیب سے ۳۰ اور ۲۹ دنوں میں تقسیم کئے جاتے ہیں جبکہ عملی طور پر ایسا نہیں ہوتا۔
اس خامی کے باوجود ان جدولوں کی افادیت بہرحال مسلم ہے جو تحقیقی امور میں کافی
ممد ثابت ہو سکتی ہے۔

جدول دوم

۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹
و	ل	ی	ق	ا	ی	ت	م	و	ل	ی	ق	ا	و	ت	م	و	ل
م	و	ل	ی	ق	ا	ی	ت	م	و	ل	ی	ق	ا	و	ت	م	و
ت	م	و	ل	ی	ق	ا	ی	ت	م	و	ل	ی	ق	ا	ی	ت	م
ی	ت	م	و	ل	م	ق	ا	ی	ت	م	و	ل	ی	ق	ا	ی	ت
ا	ی	ت	م	و	ل	م	ق	ا	ی	ت	م	و	ل	ی	ق	ا	ی
ق	ا	ی	ت	م	و	ل	م	ق	ا	ی	ت	م	و	ل	م	ق	ا
م	ق	ا	ی	ت	ا	و	ل	م	ق	ا	ی	ت	م	و	ل	م	ق
ل	م	ق	ا	ی	ت	ا	و	ل	م	ق	ا	ی	ت	م	و	ل	م
و	ل	م	ق	ا	ی	ت	ا	و	ل	م	ق	ا	ی	ت	ا	و	ل
ا	و	ل	م	ق	ل	ی	ت	ا	و	ل	م	ق	ا	ی	ت	ا	و
ت	ا	و	ل	م	ق	ل	ی	ت	ا	و	ل	م	ق	ا	ی	ت	ا
ی	ت	ا	و	ل	م	ق	ل	ی	ت	ا	و	ل	م	ق	ل	ی	ت
ل	ی	ت	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ت	ا	و	ل	م	ق	ل	ی
ق	ل	ی	ت	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ت	ا	و	ل	م	ق	ل
[illegible]	ق	ل	ی	ت	ا	و	ت	م	ق	ل	ی	ت	ا	و	ت	م	ق

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]					
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۲۹	۲۲	۱۵	۸	۱
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۳۰	۲۳	۱۶	۹	۲
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		۲۴	۱۷	۱۰	۳
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		۲۵	۱۸	۱۱	۴
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		۲۶	۱۹	۱۲	۵
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		۲۷	۲۰	۱۳	۶
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		۲۸	۲۱	۱۴	۷

دن معلوم کرنے کا قاعدہ

جدول اول میں گزشتہ صدی کے مکمل سالوں کے مقابل خانوں میں

مطلوبہ سال کے عین نیچے جو کلیدی حرف درج ہو اُسے جدول دوم میں معلوم مہینے کے نیچے تلاش کیجئے۔ اس حرف کے مقابل خانوں میں
معلوم تاریخ کے عین نیچے مندرجہ یوم مطلوبہ دن ہوگا۔ مثلاً ہمیں ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ کا دن معلوم کرنا ہے
جدول اول میں ۱۳۰۰ کے مقابل خانوں میں ۶۶ کے عین نیچے "ق" کلیدی حرف ہے۔ جدول دوم میں ماہ رمضان
کے نیچے حرف "ق" کے سامنے اور ۲۷ تاریخ کے نیچے جمعرات درج ہے۔ یہی مطلوبہ یوم ہے

جدول اول سن قبل ہجری (بغیر کبیسہ)

	کلیدی حروف		کلیدی حروف		کلیدی حروف		کلیدی حروف		کلیدی حروف		کلیدی حروف		کلیدی حروف
۱	ق	۳۱	ی	۶۱	ا	۹۱	ت	۱۲۱	و	۱۵۱	م	۱۸۱	ل
۲	ی	۳۲	ا	۶۲	ت	۹۲	و	۱۲۲	م	۱۵۲	ل	۱۸۲	ق
۳	ل	۳۳	ق	۶۳	ی	۹۳	ا	۱۲۳	ت	۱۵۳	و	۱۸۳	م
۴	و	۳۴	م	۶۴	ل	۹۴	ق	۱۲۴	ی	۱۵۴	ا	۱۸۴	ت
۵	م	۳۵	ل	۶۵	ق	۹۵	ی	۱۲۵	ا	۱۵۵	ت	۱۸۵	و
۶	ت	۳۶	و	۶۶	م	۹۶	ل	۱۲۶	ق	۱۵۶	ی	۱۸۶	ا
۷	و	۳۷	م	۶۷	ل	۹۷	ق	۱۲۷	ی	۱۵۷	ا	۱۸۷	ت
۸	ا	۳۸	ت	۶۸	و	۹۸	م	۱۲۸	ل	۱۵۸	ق	۱۸۸	ی
۹	ق	۳۹	ی	۶۹	ا	۹۹	ت	۱۲۹	و	۱۵۹	م	۱۸۹	ل
۱۰	ی	۴۰	ا	۷۰	ت	۱۰۰	و	۱۳۰	م	۱۶۰	ل	۱۹۰	ق
۱۱	ل	۴۱	ق	۷۱	ی	۱۰۱	ا	۱۳۱	ت	۱۶۱	و	۱۹۱	م
۱۲	و	۴۲	م	۷۲	ل	۱۰۲	ق	۱۳۲	ی	۱۶۲	ا	۱۹۲	ت
۱۳	م	۴۳	ل	۷۳	ق	۱۰۳	ی	۱۳۳	ا	۱۶۳	ت	۱۹۳	و
۱۴	ت	۴۴	و	۷۴	م	۱۰۴	ل	۱۳۴	ق	۱۶۴	ی	۱۹۴	ا
۱۵	و	۴۵	م	۷۵	ل	۱۰۵	ق	۱۳۵	ی	۱۶۵	ا	۱۹۵	ت
۱۶	ا	۴۶	ت	۷۶	و	۱۰۶	م	۱۳۶	ل	۱۶۶	ق	۱۹۶	ی
۱۷	ق	۴۷	ی	۷۷	ا	۱۰۷	ت	۱۳۷	و	۱۶۷	م	۱۹۷	ل
۱۸	ی	۴۸	ا	۷۸	ت	۱۰۸	و	۱۳۸	م	۱۶۸	ل	۱۹۸	ق
۱۹	ل	۴۹	ق	۷۹	ی	۱۰۹	ا	۱۳۹	ت	۱۶۹	و	۱۹۹	م
۲۰	و	۵۰	م	۸۰	ل	۱۱۰	ق	۱۴۰	ی	۱۷۰	ا	۲۰۰	ت
۲۱	م	۵۱	ل	۸۱	ق	۱۱۱	ی	۱۴۱	ا	۱۷۱	ت	۲۰۱	و
۲۲	ت	۵۲	و	۸۲	م	۱۱۲	ل	۱۴۲	ق	۱۷۲	ی	۲۰۲	ا
۲۳	ی	۵۳	ا	۸۳	ت	۱۱۳	و	۱۴۳	م	۱۷۳	ل	۲۰۳	ق

(باقی ۲۱ پر)

بحث و نظر

ایک علمی غلطی کا ازالہ

درہم اور دینار کی حیثیت

مراسلہ: مولانا محمد موسیٰ استاذ الحدیث والتفسیر جامعہ اشرفیہ لاہور

مقدارِ درہم

درحقیقت آج کل ایک درہم شرعی کی مقدار و قیمت ساڑھے تین روپے سے زائد ہے بلکہ پونے چار روپے کے لگ بھگ ہے۔ بایں حساب ۱۰ درہم کی مجموعی مقدار و قیمت ۳۷ روپے سے بھی زائد بنتی ہے کہاں ۳۷ روپے اور کہاں اڑھائی روپے۔

حسب تصریح کتب فقہ و احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک دینار شرعی (اشرفی) دس درہم کا ہوتا ہے یعنی اس کی قیمت دس درہم تھی۔ تو مضمون نگار کی تحریر کے پیشِ نظر مطلب یہ ہوا کہ شرعی دینار اڑھائی روپے کا ہوتا ہے۔ حالانکہ موجودہ زمانے میں شرعی دینار کی قیمت بہت زیادہ بنتی ہے۔

درحقیقت درہم و دینار شرعی کی قیمت کم و بیش ہوتی رہتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ درہم و دینار (اشرفی) علی الترتیب چاندی اور سونے کے ایک خاص وزن کے ہوتے ہیں چونکہ وقتاً فوقتاً چاندی اور سونے کا نرخ بدلتا رہتا ہے۔ اسی وجہ سے درہم و دینار کی قیمت و مقدار میں تبدیلی آتی رہتی ہے۔

شرعی درہم کا وزن ہے ۳ ماشہ ایک رتی دو ۲ جو چاندی، یعنی ربع تولہ سے کچھ زیادہ۔ آج کل چاندی کی قیمت ہے فی تولہ چودہ روپے، ۳۰ پیسہ۔ اگر درہم پورا ربع تولہ ہوتا تو اس کی قیمت ۳ روپے، ۵۰ پیسے ہوتی۔ مگر درہم ربع تولہ پر ایک ایک رتی ۲ جو زائد ہے — ماشہ آٹھ رتی کا ہوتا ہے تو ایک رتی ۲ جو کے پیسے مزید تین آنہ اضافہ کریں لہٰذا ایک درہم کی قیمت و مقدار آج کل کے حساب سے تقریباً پونے چار روپے ہوئی۔

بایں لحاظ اقل مہر شرعی جو کہ دس درہم ہے کی مقدار ۳۷۔ ساڑھے ۳۷ روپے ہے۔

غلطی کی وجہ

یہ جو بعض معاصرین اہل علم درہم کو چونی کے مساوی سمجھنے لگے ہیں ماہرین فتاویٰ درہم کو چونی کے برابر بتاتے تھے اور تحریرات و فتاویٰ میں بھی یہی مقدار لکھتے تھے اور یہ بھی بتاتے تھے کہ دس درہم مہر شرعی کی مقدار اڑھائی روپے ہے۔

مقدار شرعی کی کم از کم تعداد دورِ حاضر میں ۳۷ روپے ہے۔

لیکن ان ماہرین فتاویٰ نے اپنے زمانہ کے لحاظ سے ٹھیک لکھا ہے۔ کیونکہ اس وقت ایک تولہ چاندی کی قیمت ایک روپیہ کے برابر تھی تقریباً۔ بلکہ روپیہ بھی غالباً چاندی کا ہوتا تھا۔ اور ایک تولے وزن کا۔ تو درہم شرعی چونکہ ربع تولہ کا ہے۔ اسی واسطے ان ماہرین فتاویٰ نے درہم کو ایک چونی کے مساوی لکھا اور بالکل صحیح لکھا۔

محققین و ماہرین فتوے کی ان تحریرات سے دھوکا کھا کر بعض حضرات زمانہ حال میں بھی درہم کی مقدار چونی بتاتے اور لکھتے ہیں۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے۔ زمانۂ حال میں چاندی کی قیمت بڑھ گئی ہے۔ لہٰذا درہم کی مقدار و قیمت بھی وہی نہ رہی۔

اس طرح فرض کریں۔ اگر چاندی کی قیمت ایک روپے سے بھی گھٹ جائے یعنی آٹھ آنے تو درہم کی قیمت تقریباً دو آنہ رہ جائے گی۔ اگر بزرگوں اور ماہرین فتاویٰ کے زمانے میں چاندی کی فی تولہ قیمت آٹھ آنے ہوتی تو وہ بھی درہم کی مقدار چونی کی بجائے تقریباً دو آنہ ہی لکھتے۔

شرعی دینار کی مقدار

شرعی دینار (اشرفی) بھی ایک خاص وزن کا ہوتا ہے۔

شرعی دینار کا دوسرا نام کتب فقہ میں مثقال ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے زمانے میں دینار کی قیمت چاندی کے حساب سے دس درہم تھی۔

شرعی دینار کا وزن ہے ساڑھے چار ماشہ سونا — یعنی ایک تہائی تولہ سے نصف ماشہ زائد۔ تولہ بارہ ماشے کا ہوتا ہے۔ سونے کا نرخ چونکہ بدلتا رہتا ہے۔ لہٰذا دینار کی قیمت و مقدار بھی بدلتی رہتی ہے۔ آج کل سونے کی قیمت

(باقی ۲۳ پر)

میمونہ غنی نازش

مشنری سکول اور مسلمان بچے

بچے کی پہلی درس گاہ تو ماں کی گود ہوا کرتی ہے اور دوسری درس گاہ تعلیمی ادارہ، اور یہ اس کی زندگی میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے تعلیمی ادارہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں بچے معاشرے میں ایک باعزت مقام حاصل کرنے اور بہتر مستقبل بنانے کے لیے جاتے ہیں یہاں انہیں ہر وہ چیز سکھائی جاتی ہے جو انہیں ایک کامیاب انسان بنانے میں معاون ثابت ہوتی ہے کیونکہ تعلیم کو ہر چیز پر فوقیت حاصل ہے اور یہ انسان کو زندگی کے اعلیٰ و ارفع مقاصد سے روشناس کراتی ہے اسی کی بدولت انسان میں آزادیٔ فکر و عمل کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور یہ اس کو اس قابل بناتی ہے کہ وہ ان تمام چیزوں کے خلاف عملی جدوجہد کرے جو انفرادی و اجتماعی، خودی و بےخودی کی تشکیل و تعمیر اور ترقی کے راستے میں رکاوٹ بنتی ہیں یہ تعلیمی ادارے ہی ہیں جو کسی قوم کی ناؤ کو ڈبو یا پار لگا سکتے ہیں وہ اس طرح کہ آج کے طلبہ کل کو قوم کے معمار ہوں گے انہیں ملک و قوم کے لیے بہت کچھ کرنا ہے اور انہیں اپنے وطن کو دنیا میں ایک باعزت مقام دلانا ہے اور اسے دنیا کا ایک پُر امن خطہ بنانا ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ انہیں ایک سچے مسلمان اور صحیح پاکستانی بننا ہے اور یہ سب تب ہی ممکن ہے جبکہ انہیں صحیح رہنمائی ملے گی۔ انہیں صحیح معنوں میں اسلام کے نام سے روشناس کرایا جائے گا انہیں صرف کلمہ پڑھنا ہی نہیں بلکہ اس کے معنوں پر عمل کرنا بھی سکھایا جائیگا۔

یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ بچوں کا ذہن ناپختہ ہوتا ہے اور جو چیز انہیں سکھائی جاتی ہے وہ وہی سیکھتے ہیں اور وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کے ذہن پر اپنے نقوش گہرے کرتی جاتی ہے اس لیے آج کے بچوں کو کل کا ایک عظیم انسان اور صحیح مسلمان بنانے کے لیے شروع سے ہی اسلام کے نام سے روشناس کرانا چاہیئے اور وہ تمام چیزیں جو اخلاقی طور پر بنیادی ہیں سکھانی چاہییں تاکہ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کے ذہنوں پر اپنے نقوش ثبت کرتی جائیں اور جب وہ بڑے ہوں تو صحیح معنوں میں ایک صحیح مسلمان سچے پاکستانی — اور محبّ وطن بنیں۔

میری اس تمام بحث کا موضوع تعلیم اور تعلیمی ادارے ہیں اور مندرجہ بالا صلاحیتیں جو تعلیم کا نتیجہ ہیں اس وقت ہی کسی شخص میں پیدا ہوں گی جب اس کو صحیح تعلیم ملے گی اور اگر نظام تعلیم ہی درست نہیں تو پھر کیا توقع کی جا سکتی ہے؟

آج ملک میں جگہ جگہ مشنری سکولوں کی بھرمار ہے اور یہ محض تعلیمی ادارے ہی نہیں بلکہ حقیقتاً عیسائیوں کے تبلیغی مراکز ہیں جہاں ان کے خیال میں زیادہ مؤثر طریقے سے عیسائی مذہب کی تبلیغ کی جا سکتی ہے یہ ایک عیسائی الیگزینڈر رُف کا تخیل تھا جس نے یقیناً بڑی دُور کی سوچی کہ بچے ہی ملک و قوم کا سرمایہ ہوتے ہیں تو کیوں نہ ان کے ناپختہ ذہنوں کو عیسائیت کے رنگ میں رنگا جائے۔ اور حیرت ہے اس مسلمان قوم پر کہ کس آسانی سے ان کی چال کی شکار ہو گئی۔ یہ عیسائی مشنری سکول جہاں کی صبح کا آغاز تلاوتِ کلام پاک کی بجائے یسوع مسیح کی شان میں نظمیں گا کر ہوتا ہے۔ جہاں کے عیسائی ٹیچرز بات بات پر Thank you کہتے ہیں۔ اور صلیب کا نشان + سینوں پر بناتے ہیں ان کی ہر کلاس میں حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا (نعوذ باللہ) تصویروں میں ظاہر کیا گیا ہے جب کہ خدا کا فرمان ہے:

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ

خدا کے فرمان کو جھٹلانے سے بڑھ کر کون سا گناہ ہو سکتا ہے۔؟ پھر جگہ جگہ

صلیب کے نشانات، اور یہ سب چیزیں مسلمان بچے دیکھتے ہیں جہاں ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے بارے میں بتانا چاہیئے۔ وہ وہاں حضرت عیسٰی کو برتر سمجھتے ہیں اور ان کی بڑائی بیان کرتے ہیں۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہر مذہب کا شخص اپنے دین کا زیادہ پرچار کرے گا۔ بے شک وہ اور مضامین پڑھاتے ہیں مگر اس کا لب ولہجہ اس کے مذہب کا دوسرا رُخ ہوگا جیسے کہ ایک عیسائی ٹیچر پڑھا رہا ہے۔ اور اگر کوئی بات ہوگئی ہے جس پہ کہ مسلمان اگر (خدا معاف کرے) کہتے ہیں۔ وہ اس پر (کراس) کا نشان سینے پر بناتے ہیں۔ اور مسلمان بچے بھی یہ سب کچھ دیکھتے ہیں۔ ان کے ذہن بالکل ناپختہ ہوتے ہیں۔ تو کیا یہ حرکات دیکھ دیکھ کر وہ اپنے ذہنوں پر ان کے نقوش مکمل طور پر نہ جمالیں گے؟۔ کیا ان کے ذہن میں یہ نہیں بیٹھے گا کہ حضرت عیسٰی (نعوذ باللہ) اللہ کے بیٹے ہیں اور جب وہ بڑے ہوکر ان عیسائی اداروں سے نکلیں گے تو کیا وہ مکمل طور پر عیسائیت کے رنگ میں نہ رنگے جائیں گے؟ کیا ان کے دلوں میں سے اللہ تعالٰی کی وحدانیت کا ایمان نہ اُٹھ جائے گا۔؟ کیا ان کا قرآن پاک پہ ایمان رہے گا؟ اور کیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو آخری نبی تسلیم کریں گے؟ جسکا خود اللہ تعالٰی نے قرآن پاک میں بارہا کیا ہے۔ اور یہی تمام باتیں بنیادی ہیں جو ہر مسلمان کے لیے ضروری ہیں اور جب انہی چیزوں کو ان کے ذہنوں سے محو کر دیا جائے گا۔ تو وہ صحیح مسلمان کیسے ثابت ہوں گے اور جب وہ صحیح مسلمان نہیں رہیں گے تو سچے پاکستانی کیسے بن سکیں گے؟ اس ملک کے وفادار کیسے رہیں گے۔ اور اپنے ملک کی تعمیر میں کیسے حصّہ لیں گے۔؟

یہ مسئلہ جو عیسائی تعلیم کا ہے نیا نہیں ہمارے بزرگ بھی بہت، کچھ اس پہ کہہ گئے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ ہم پر کچھ اثر نہیں ہُوا اور ہم جان بوجھ کر آنکھیں بند کئے ہُوئے ہیں اس اہم مسئلے پر پہلوتہی کرتے چلے آرہے ہیں علامہ محمد اقبال نے اپنی شاعری میں بارہا اس اہم مسئلے پر قلم اٹھایا۔ آپ نے صرف ایک ہی اس شعر میں اس پورے مسئلے کو سمو دیا ہے۔ ؎

آہ یہ اہلِ کلیسا کا نظامِ تعلیم
اک سازش ہے فقط دین و مروّت کے خلاف

ان مشنری سکولوں کا نظامِ تعلیم خاص کر پاکستان میں مسلمانوں کو دین سے بے دین اور صراطِ مستقیم سے ہٹانے کے لیے تشکیل دیا گیا ہے اور پاکستان کی سالمیت کو نقصان پہنچانے کے لیے اسے تیار کیا گیا ہے جس سے کفر و الحاد اور لادینی کو فروغ مل رہا ہے معصوم ذہنوں کو عیسائیت کے شکنجے میں کسا جارہا ہے اور یہ طالب علم جنہیں اقبال شاہین کہتے ہیں کسی صورت میں بھی شاہین ثابت نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ ان کے ذہنوں سے میکالے کے ترتیب دیئے ہوئے نظامِ تعلیم کا اثر ختم نہ کر دیا جائے۔ اسی خطرے کے پیشِ نظر اقبال نے ان طالب علموں کو واضح الفاظ میں تنبیہ کر دی تھی۔ ؎

گلا تو گھونٹ دیا اہلِ مدرسہ نے ترا
کہاں سے آئے صدا لا الٰہ الا اللہ

اقبال کا اشارہ انہی عیسائی مشنری سکولوں کی طرف تھا لیکن افسوس کہ اس عظیم المیے کی طرف کسی نے بھی توجہ نہیں دی۔

نوائے وقت کی ایک سروے رپورٹ کے مطابق آزادیٔ پاکستان کے بعد کے عرصے میں ان عیسائی مشنری سکولوں میں ایک ہزار گنا اضافہ ہُوا ہے کیا یہ بات سوچنے کی نہیں کہ یہ اضافہ کیسے اور کیوں ہُوا۔؟ مسلمانو! ذرا سوچو اور سمجھو یہ جو آپ بڑے شوق سے کرسچن سکولوں میں محض انگریزی کی خاطر اپنے بچوں کو داخل کراتے ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ شوق آپ کو مہنگا پڑے اور ایک دن آپ کے بچّے آپ کے سامنے سر اٹھا کر کہنے لگیں کہ اسلام سے بڑھ کر عیسائی مذہب ہے؟ ذرا سوچئے اور سمجھئے انگریزی سیکھنا بُرا نہیں لیکن آپ اُن سکولوں میں بچوں کو داخل کرائیں جو مسلمانوں کی سرپرستی میں چل رہے ہیں جہاں انگریزی مضمون کے علاوہ دینِ اسلام کا بھی پرچار کیا جاتا ہے جہاں کی صبح کا آغاز اللہ کے پاک نام سے ہوتا ہے اور جہاں نمازِ ظہر کے وقت سب طلباء و طالبات اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ میں انگریزی سیکھنے کے خلاف نہیں صرف پاپائیت کے خلاف ہوں جو مسلمان بچوں کے

عہدِ فاروقی پر ایک نظر

خلیفہ دوم امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہٗ کے مقام و مرتبہ کا اندازہ صرف اسی ایک بات سے کیا جاسکتا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم سب کے سب مریدِ رسولؐ ہیں مگر سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ مرادِ رسول ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دربارِ الٰہی میں دعا فرمائی تھی کہ اے خداوندِ عالم دو اشخاص میں سے کسی ایک کو اسلام کا دست و بازو بنادے حضورؐ کی یہ خواہش عمر بن خطاب کے قبولِ اسلام سے پوری ہوگئی اور دوسرا شخص اس نعمت سے محروم رہا جسے دنیا آج ابوجہل کے نام سے یاد کرتی ہے آپکے مرتبے کا اندازہ کرنا ہے تو غور فرمایئے کہ حق تعالٰی نے تین مواقع پر وحی کے ذریعے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی رائے کی تائید فرمائی۔ بدر کے قیدیوں کو فدیہ لے کر نہ چھوڑنے کے بارے میں، پردے کے بارے میں اور اس منافق کو قتل کر دینے کے بارے میں جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ سے فیصلہ کرانا چاہا۔

قرآن پاک نے کسی شخص کا مرتبہ یا مقام جانچنے کے لیے تقوٰی کو معیار ٹھہرایا ہے" بلاشبہ تم میں سے زیادہ عزت والا وہی ہے جس کے اندر زیادہ تقوٰی ہو" (الحجرات)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مقام اس معیار پر بھی نہایت بلند ہے وہ مشیتِ ایزدی اور خوفِ خدا کی ایک جامع تصویر تھے ایک بار لوگوں کو اکٹھا کیا۔ اور منبر پہ کھڑے ہوکر فرمایا کہ ایک وقت تھا جب میں اونٹ چرایا کرتا تھا۔ اور میرا باپ مجھے ذرا سی غلطی پر سخت سزا دیتا تھا۔ یہ کہہ کر منبر سے نیچے اُتر آئے۔ لوگوں نے کہا، امیر المومنین! یہ بات یہاں بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ فرمایا، دل میں ذرا سا غرور آگیا تھا۔

قحط کے زمانہ میں باوجود امیر المومنین ہونے کے وہی کچھ کھایا جو سب نے کھایا یعنی باجرے کی روٹی، یہ قحط آٹھ نو ماہ رہا جب پیٹ گڑھ گڑھ کرتا تو کہتے گڑھ گڑھ کر یا کڑھ کڑھ کر کھانے کو یہی ملے گا جو دوسرے کھاتے ہیں۔ ایک بار بیت المال کے اونٹ ڈھونڈنے کے لیے خود نکل گئے۔ کسی نے کہا غلام بھیج دینا تھا مجھ سے بڑھ کر اور غلام کون ہے۔

سفرِ بیت المقدس میں غلام ساتھ تھا مگر سواری کے لیے اونٹ ایک تھا تاکہ مسلمانوں کے بیت المال پر زیادہ بوجھ نہ پڑے سفر میں ایک منزل خود سوار ہوتے اور ایک منزل غلام سوار ہوتا جب بیت المقدس پہنچے تو دنیا نے چشمِ حیرت سے دیکھا کہ غلام اونٹ پر سوار تھا اور جس فرمانروا کے دبدبے سے دنیا تھراتی تھی مہار اس کے ہاتھ میں تھی، شانِ فاروقی کا یہ وہ نمونہ ہے جسکی مثال قیامت تک پیش نہیں کی جاسکتی۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نہ صرف خود تقوٰی اختیار کیا بلکہ تقوٰی والوں کی عزت و منزلت بھی دنیا سے بڑھ کر کی اپنی بہو اس لڑکی کو بنانا پسند کیا۔ جو رات کے وقت اپنے گھر کے اندر ماں کے کہنے پر دودھ میں پانی ملانے سے انکار کررہی تھی۔ کیونکہ امیر المومنین کا حکم تھا کہ دودھ میں پانی نہ ملایا جائے، ماں نے کہا اس وقت امیر المومنین نہیں دیکھ رہے تو بیٹی نے شانِ اتقاء سے جواب دیا کہ اللہ تعالٰی تو دیکھ رہا ہے۔

اصُولِ جہانگیری و جہانبانی

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اصولِ جہانگیری و جہانبانی کے ایسے بلند و بے مثال اصول مدوّن کر دیئے جو قیامت تک کے لیے فرمانروایانِ عالم کے لیے قابلِ تقلید ہیں وہ نظمِ جماعت کو ہر حیثیت پر مقدم رکھتے تھے انھوں نے حریتِ فکر پر ذرا برابر بھی پابندی نہ لگائی۔ لیکن نظمِ جماعت اور حریتِ فکر کے تصادم کو روکنے کے لیے جدلِ عقیم کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ آپ کمزوری کو ہر روپ میں برا سمجھتے تھے "محرومی سرمایہ قوت نہیں، زاہد کہلانے کے شوق میں مریضوں کی طرح بولنا اور چیونٹی کی چال چلنے کا زہد سے کوئی واسطہ نہیں"۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ظالموں کے لیے برقِ غضب اور مظلوموں کے لیے شمشیر بدست عادل تھے۔

کسی نے کہا، امیر المومنین! اپنی صحت کا خیال رکھا کیجیے اچھا کھایئے، کیونکہ آپ پہ سارے مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔ آپ نے فرمایا، فرض کرو، تم چند آدمی میرے ساتھ سفر پر نکلو اور اپنا

مال میرے پاس جمع کرادو۔ تاکہ میں راستے میں کھانے اور قیام کا بندوبست کروں تو کیا تم پسند کروگے کہ میں اپنے لیے اچھا کھانا اور اچھی رہائش کا انتظام کروں اور تمہارے لیے معمولی کھانے اور معمولی رہائش کا بندوبست کروں؟"

احساس ذمہ داری اور فرض شناسی کا یہ عالم تھا کہ فرماتے "اگر فرات کے کنارے کوئی کتا بھوک سے مر جائے تو روز قیامت اس کی پوچھ مجھ سے ہوگی"

دبدبۂ فاروقی سے مسلمان تو مسلمان قیصر و کسریٰ بھی کانپتے تھے اس کے باوجود لوگوں کی آزادئ رائے کو ہمیشہ قائم رکھا اور ان کی زبان بندی کبھی نہ کی۔

مال غنیمت کی چادر سے بننے والے کرتے پر اعتراض کا جواب بھی نہایت خندہ پیشانی سے دیا۔ حق یہ ہے کہ حریتِ فکر کی جو شمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روشن کی تھی، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نہ صرف اسے قائم رکھا بلکہ اس کی جوت دوبالا کی لیکن اس کے باوجود اپنے عہد خلافت میں کسی بڑے سے بڑے جنرل کو خود سر نہیں ہونے دیا۔

جب رب قدیر نے سیدنا سیف اللہ رضی اللہ عنہ کے سر پے در پے فتوحات کا سہرا باندھا، تو بعض لوگ فتوحات کا سبب حقیقی نصرت الٰہی کے بجائے سیدنا سیف اللہ خالدؓ کی شجاعت و تدبیر کو سمجھنے لگے تو اس غلط تصور کو مٹانے کے لیے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا سیف اللہ کو جرنیلی کے عہدہ سے علیحدہ کر کے ایک سپاہی کی حیثیت سے لڑنے کا حکم دیا۔ جس کی خندہ پیشانی سے تعمیل کر کے جہاں سیدنا سیف اللہؓ نے عالی ظرفی اور عظمت کا سکہ اوراقِ تاریخ پر ثبت کر دیا۔ وہاں فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا اقدام توحید اور حفاظتِ دین، ان کی بصیرت، تدبیر، اتقا اور دبدبہ کو اجاگر کرتا ہے اور اس کے بعد کی فتوحات سے مسلمانوں کے ذہن نشین کرا دیا کہ فتوحات کا سبب حقیقی نصرتِ الٰہی ہے۔

غیر مسلموں سے حسنِ سلوک

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ذمیوں کے ساتھ ہمیشہ انتہائی احسان و مروت کا سلوک برتا۔ ان کو ہمیشہ قانونی تحفظ دیا گیا۔ کبھی کسی غیر مسلم کو قتل نہیں کرایا۔ ان کے حقوق کا یہاں تک پاس رکھا کہ جب بیت المقدس کے پادریوں نے آپ کے تقویٰ سے متاثر ہو کر آپ سے درخواست کی کہ ہمارے گرجے میں نماز ادا کریں تو عدالتِ فاروقی نے بصیرت کی بنا پر یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں گرجے میں نماز ادا نہیں کروں گا۔ مبادا کہ بعد میں مسلمان اس بات کو حجت بنا کر گرجے کو مسجد بنانے کا خیال کریں۔ اللہ اللہ غیر مسلموں کے ساتھ عدل و احسان، احتیاط و ذمہ داری اور حسن سلوک کی یہ عدیم النظیر فاروق اعظم ہی نے قائم کی ہے۔

مساوات و مواخات

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حریت، اخوت اور مساوات کا ایک عظیم مجسمہ تھے جن کی مثالوں سے تاریخ کے صفحات بھرے پڑے ہیں۔ ایک بدو کی بیوی کی دایہ کا کام امیر المومنین کی بیوی نے انجام دیا اور اس کے چولہے میں امیر المومنین آگ جلاتے رہے خدمت خلق کی اس سے بہترین مثال کون حکمران پیش کر سکتا ہے۔

قادسیہ کے قیصر روم کے قاصد کو سیدنا فاروق اعظم رضؓ مدینہ سے باہر ملے اور اس کے اونٹ کے ساتھ ساتھ چلتے رہے اور حالات پوچھتے رہے۔ مدینہ پہنچ کر جب قاصد پر امیر المومنین کی شخصیت عیاں ہوئی تو ورطۂ حیرت میں ڈوب کر پوچھنے لگا۔ کہ آپ نے مجھے پہلے ہی کیوں نہ آگاہ کیا۔ کہ آپ ہی امیر المومنین ہیں، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے جواب نے امارتوں، منصبوں، شخصیتوں، طبقوں اور نسلوں کی بڑائی کے بت کو پاش پاش کر کے زمین بوس کر دیا۔ فرمایا:-

"مسلمان سب برابر ہیں"

چنانچہ مورخ میور اپنی تاریخ کے صفحہ ۱۹۴ پر لکھتا ہے۔

ترجمہ:- "بھائی چارہ کی بنا پر خلافت کی تمام آمدنی کو آپس میں مساوی تقسیم کرنے والی اس قوم کی مثال دنیا میں نہیں مل سکتی ہے"

یہ وہی سیدنا فاروقِ اعظمؓ ہیں جو ۶۔ نبوی میں اسلام لائے اور جنہوں نے ۱۰۔ ہجری تک ۱۷ سال رسالتمآبؐ کی وزارت کے فرائض انجام دیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بقولِ عبد اللہ ابن مسعودؓ جب اپنی قلت اور دشمن کی کثرت کی وجہ سے مسلمانوں کی حالت ان بھیڑ بکریوں کی سی ہوگئی جو موسم سرما کی طوفانی برساتی رات میں گلہ بانی کے بغیر حیران و پریشان ہوں تو سیدنا فاروق اعظمؓ نے ہی ملت کے بیڑے کا کھیون ہارا ایسے شخص کو مقرر کرایا جس کے مقدر میں بیڑے کو صحیح و سالم منزل پر پہنچانا لوح محفوظ میں ثبت ہو چکا تھا۔

دور صدیقی میں بھی قلمدانِ وزارت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس ہی رہا۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بطور امیر المومنین جہانبانی و جہانگیری کے وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کہ تاریخ عالم اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

اس انتہا کی ابتدا یہ تھی کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہی کی بدولت مسلمانوں نے مکان سے نکل کر کعبے کی مقدس سرزمین پر نماز ادا کی اور فردوسی جیسے متعصب شیعہ کو بھی تسلیم کرنا پڑا کہ ؎

عمر کرد اسلام را آشکار
بیار است دیں را چو باغ و بہار

خصوصی دینی خدمات

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اجتماعی زندگی کی اساس عقیدہ اور دین کو قرار دیا۔ دینی امور میں اجتہاد کرنے میں خصوصی مقام رکھتے تھے۔ ان کی رائے کو مسلمانوں نے اکثر و بیشتر حجت تسلیم کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ پر اس حد تک اعتماد تھا کہ ایک بار آپ کی غیر موجودگی میں فرمایا۔ میں اس بات کو مانتا ہوں، اور ابوبکرؓ و عمرؓ بھی اسے مانتے ہیں۔ حدیث نبوی کی صحت کا معیار سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہی نے قائم کیا جس کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات منسوب کی تو کہا۔ دو گواہ لاؤ ورنہ تمہاری پشت پر میرا درّہ ہوگا۔ یہ درّہ معمولی درّہ نہ تھا بقول میور عمرؓ کا درّہ دوسروں کی تلوار سے زیادہ ہیبت ناک تھا۔

توحید کو ہر میل سے پاک رکھنے کے لیے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بیعت رضوان والا درخت اس لیے کٹوا دیا کہ مسلمانوں نے اسے زیارت گاہ بنا لیا تھا۔

تراویح کی نماز باجماعت کو آپ نے رواج دیا۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے تھے عمر کا اسلام ہماری فتح، ان کی ہجرت ہماری کامیابی اور ان کی امارت ہماری کامیابی تھی جب تک عمر اسلام نہ لائے تھے ہم کعبہ میں نماز نہیں پڑھ سکتے تھے لیکن جب وہ مسلمان ہوئے تو قریش کو مجبور کر دیا کہ مسلمانوں کو کعبے میں نماز سے نہ روکیں۔

سیدنا صہیب بن سنانؓ فرماتے تھے جب عمر مسلمان ہوئے اسلام کھل کر سامنے آ گیا اور اس کی دعوت اعلانیہ دی جانے لگی، ہم کعبے کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھتے اور بیت اللہ کا اعلانیہ طواف کرتے زیادتی کرنے والوں سے بدلہ لیتے اور دریدہ دہنی کرنے والے کو منہ توڑ جواب دیتے۔

حضرت علیؓ فرماتے تھے۔ حضرت عمرؓ کی زبان سے ہم نے ہمیشہ اطمینان بخش ہی بات سنی (مشکوٰۃ ۳ : ۲۴۴) نیز وہ فرماتے تھے کہ میں نہیں جانتا کہ عمر بن الخطاب کے سوا کسی مسلمان نے مکے سے ہجرت اعلانیہ کی ہو۔

نبی برحقؐ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر حق جاری کیا ہے اور دل کو حق کی آماجگاہ بنایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ہمیشہ اپنے پاس رکھتے تھے تاکہ ان کی اصابت رائے اور بصیرت سے مسلمانوں کے لیے استفادہ کیا جا سکے۔ خلیفۂ اول سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے بھی اپنے دور خلافت میں ایسا کیا۔ (بشکریہ الصحابی)

اظہارِ تشکر

والدہ محترمہ کے سلسلہ میں تعزیت کے لئے آنے والے احباب نیز خطوط، تار اور فون کے ذریعہ ہمارا غم بٹانے والے تمام دوستوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دعائے خیر کی درخواست ہے۔

عزیز الرحمٰن
ولد حضرت مولانا محمد علی جالندھری قدس سرہٗ دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

بقیہ تقویم ہجری

۲۴	ا	۵۴	ت	۸۴	و	۱۱۴	م	۱۴۴	ل	۱۷۴	ق	۲۰۴	ی
۲۵	ق	۵۵	ی	۸۵	ا	۱۱۵	ت	۱۴۵	و	۱۷۵	م	۲۰۵	ل
۲۶	ی	۵۶	ا	۸۶	ت	۱۱۶	و	۱۴۶	م	۱۷۶	ل	۲۰۶	ق
۲۷	ل	۵۷	ق	۸۷	ی	۱۱۷	ا	۱۴۷	ت	۱۷۷	و	۲۰۷	م
۲۸	و	۵۸	م	۸۸	ل	۱۱۸	ق	۱۴۸	ی	۱۷۸	ا	۲۰۸	ت
۲۹	م	۵۹	ل	۸۹	ق	۱۱۹	ی	۱۴۹	ا	۱۷۹	ت	۲۰۹	و
۳۰	ت	۶۰	و	۹۰	م	۱۲۰	ل	۱۵۰	ق	۱۸۰	ی	۲۱۰	ا

غور و فکر

۱- ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کہانی سنائی کہ ایک شخص کے تین دوست تھے وہ مرنے لگا تو ایک دوست کو بلا کر پوچھا اس مشکل وقت میں تم میری کیا مدد کر سکتے ہو اس نے کہا کہ میں عمر بھر آپ کی خدمت کرتا رہا لیکن اب بالکل بے بس ہوں اور موت کو کسی طرح روک نہیں سکتا۔ پھر دوسرے دوست کو طلب کیا وہ کہنے لگا میں اس مشکل وقت میں صرف اتنا ہی کر سکتا ہوں کہ مرنے کے بعد آپ کو نہلاؤں، نیا کفن پہناؤں، خوشبو میں لباؤں، جنازہ اٹھواؤں، کسی عمدہ جگہ قبر کھدواؤں اور دفنانے کے بعد قبر پر پھول چڑھا کر واپس آجاؤں۔ اس کے بعد تیسرے کو بلایا وہ کہنے لگا کہ آپ فکر نہ کریں۔ میں موت کے بعد بھی آپ کا ساتھ دوں گا۔ قبر میں آپ کے ہمراہ جاؤں گا۔ اور جب آپ قیامت کے دن قبر سے نکلیں گے تو میں آپ کے ساتھ ہوں گا۔ پہلے دوست کا نام مال، دوسرے دوست کا کاعیال اور تیسرے دوست کا اعمال ہے۔

۲- کسی شخص نے مشہور صوفی ابراہیم بن ادھمؒ سے کہا "یا ابا اسحٰق! میری انتہائی آرزو ہے کہ آپ مجھ سے یہ جبہ بطور ہدیہ قبول فرمائیں۔ انہوں نے کہا اگر تم امیر کبیر شخص ہو تو جبہ قبول کروں گا اور اگر فقیر و بے نوا ہو تو معذرت طلب کرتا ہوں وہ شخص کہنے لگا کہ یقیناً میں دولت مند ہوں۔ ابن ادھمؒ بولے تمہارے پاس کتنی دولت ہے اس شخص نے جواب دیا۔ دو ہزار دینار، انہوں نے کہا کہ تم یقیناً پسند کرو گے کہ وہ چار ہزار ہو جائیں اس نے جواب دیا ہاں میری تمنا ہے کہ ایسا ہو جائے ابراہیم بن ادھم نے کہا تو پھر تم فقیر و محتاج ہو میں تمہارا ہدیہ قبول نہیں کر سکتا۔"

۳- سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے مرتے وقت فرمایا "اس گھاؤ دار بیڑے کو شہر کی گلیوں میں پھرایا جائے اور منادی کرائی جائے" کہ فاتح مشرق طاقت ور سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کا انجام دیکھو، عبرت حاصل کرو۔"

۴- ایک مرتبہ بہت سے سیب آئے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ انہیں عام مسلمانوں میں تقسیم فرما رہے تھے آپ کا ایک چھوٹا بچہ سیب اٹھا کر کھانے لگا۔ آپ نے اس کے منہ سے چھین لیا اور وہ رونے لگا اور جا کر ماں سے شکایت کی ماں نے بازار سے سیب منگوا دیئے۔ عمر بن عبدالعزیز گھر آئے تو انہیں سیب کی خوشبو معلوم ہوئی۔ پوچھا فاطمہ کوئی سرکاری سیب تو تمہارے پاس نہیں آیا۔ انہوں نے سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے اس کے منہ سے نہیں چھینا تھا۔ بلکہ اپنے دل سے چھینا تھا۔ لیکن مجھے یہ پسند نہیں تھا کہ میں مسلمانوں کے حصے کے ایک سیب کے بدلے اللہ تعالیٰ کے حضور میں اپنے نفس کو برباد کروں۔

۵- کسی شخص نے سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کے خلاف مقدمہ دائر کیا جس مقام پر مقدمہ دائر کیا گیا۔ صلاح الدین ایوبی وہاں سے سینکڑوں میل دور تھا۔ قاضی نے سلطان کو اپنی عدالت میں طلب کیا۔ سلطان منزلیں طے کرتا ہوا عدالت میں حاضر ہوا قاضی نے فریقین کی باتیں سنیں اور فیصلہ صلاح الدین ایوبی کے خلاف سنایا۔ مقتدر اعلیٰ اپنے خلاف فیصلہ سننے کے بعد خوشی سے کھل اٹھا اور اپنا چوغہ اتارتے ہوئے قاضی سے مخاطب ہوا اے قاضی! اگر تم فیصلہ میرے حق میں کر دیتے تو اس تلوار سے جو میں نے چوغے کے اندر چھپائی ہوئی تھی تمہاری گردن اڑا دیتا۔ قاضی نے یہ سن کر فرش کا ایک کنارہ اٹھایا اور بلا خوف و خطر کہا: "اگر تم عدالت کے فیصلے کے خلاف سرتابی کرتے تو اس ذرّے سے تمہارا بدن لہولہان ہو چکا ہوتا۔"

۶- امام ابو علی البلخیؒ جب مسقلان میں تھے تو خرچ سے اس قدر تنگ ہوئے کہ کئی فاقوں کی نوبت پہنچی اور ضعف نے لکھنے سے مجبور کر دیا جب بھوک کی اذیت برداشت نہ ہو سکی تو نانبائی کی دکان پر اس غرض سے جا بیٹھے کہ کھانے کی خوشبو ہی سے کچھ تقویت طبیعت کو پہنچالیں۔

۷- حضرت عمر فاروقؓ کو یہ ڈر تھا کہ ان کے عزیز و اقارب

ان کی وفات کے بعد تجہیز و تکفین میں غلّے سے کام لیں گے اس لیے وصیت کر دی کہ نہ انہیں مشک سے نہلایا جائے اور نہ مشک ان کے قریب لایا جائے۔ اپنے بیٹے سے فرمایا مجھے اوسط درجے کا کفن دیا جائے۔ کیونکہ اگر اللہ کے نزدیک مجھ میں کوئی بھلائی ہو گی تو وہ اسے اچھے لباس سے بدل دے گا اگر میں اس کے برعکس ہوا تو وہ مجھ سے چھین لے گا۔ میری قبر بھی معمولی ہونی چاہیئے۔ عورتیں میرے جنازے کے ساتھ نہ چلیں اور میری تعریف میں وہ باتیں نہ کہی جائیں جو مجھ میں نہیں اس لیے کہ مجھے اللہ تبارک و تعالیٰ زیادہ جانتا ہے جب میرا جنازہ لے کر نکلو گے تو تیز تیز قدم چلنا۔ کیونکہ اگر مجھ میں اللہ کے نزدیک کوئی بھلائی ہے تو تم مجھے اس جگہ جلد پہنچاؤ گے جو میرے لیے زیادہ بہتر ہے اور اگر میں اس کے برعکس ہوں تو تم اپنے کندھوں پر سے وہ برائی جلد اتار پھینکو گے جو تم اٹھائے ہوئے ہو۔

۸- حضرت ابو ذر غفاریؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق اور معاشی مساوات کے علمبردار تھے۔ دنیا سے رخصت ہونے سے پہلے ٹوٹی ہوئی آواز میں دنیا والوں کو اس آخری فقرے سے مخاطب فرمایا "قبلہ کی طرف میرا رخ کر دیجئے تاکہ مرتے وقت بھی میرا منہ محبوب خدا کی طرف ہو۔"

۹- حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے وصیت کرتے ہوئے فرمایا میری نماز جنازہ وہ شخص پڑھائے جس نے کبھی حرام کاری نہ کی ہو، عصر کی سنتیں قضا نہ کی ہوں ہمیشہ با جماعت نماز میں پہلی تکبیر سے شریک رہا ہو۔" یہ خوبیاں سلطان شمس الدین التمش میں بدرجہ اتم موجود تھیں چنانچہ انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی۔

۱۰- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری امت میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو پئیں گے تو شراب، لیکن اس کا نام کچھ اور رکھیں گے۔ (نسائی شریف)

۱۱- مولانا انور شاہ کشمیریؒ نے فرمایا ایک دفعہ میں گنگوہ حاضر ہوا میں تو حضرت گنگوہیؒ سے مسئلہ پوچھ رہا تھا۔ ایک آدمی آیا۔ اور حضرت کے سامنے آپ کی تعریف کرنے لگا۔ حضرت نے سب کچھ سنا اور پھر مٹھی مٹی کی بھر کر اس کے منہ پر ماری، حدیث میں آتا ہے جو تمہارے منہ پر تعریف کرے اس کے منہ پر مٹی ڈال دو۔

۱۲- اگر روٹی کا ایک ٹکڑا اور معمولی کپڑا امن و عافیت سے ملتا رہے تو اس عیش سے بہتر ہے جس کے بعد ندامت اٹھانی پڑے۔ (شیخ عبدالقادر جیلانیؒ)

۱۳- کسی انسان کو بادشاہوں کے آگے احمد بن حنبل سے بڑھ کر بارعب نہیں پایا گیا۔ عمال حکومت آپ کی نظر میں مکھیوں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے تھے۔

۱۴- حضرت امام شافعیؒ کی والدہ کو ایک مرد اور ایک عورت کے سامنے گواہی دینے کے لیے عدالت میں جانا پڑا۔ قاضی نے دونوں عورتوں کا بیان الگ الگ لینا چاہا۔ مگر امام شافعیؒ کی والدہ نے الگ بیان دینے سے انکار کر دیا اور کہا! قرآن نے دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر اس لیے قرار دی کہ اگر ایک عورت صورت واقعہ کو بھول جائے تو دوسری اس کو یاد دلا دے۔ قاضی نے اپنی غلطی تسلیم کر لی۔

بقیہ : ایک غلطی کا ازالہ

فی تولہ تقریباً ۲۰۰ روپے ہے۔ بنابریں ایک دینار زمانۂ حال میں ۷۵۰/- روپے کا ہوتا ہے۔

اوزان شرعیہ کی توضیح میں اس بندہ عاجز کا ایک طویل فارسی منظوم ہے جس کے چند اشعار یہ ہیں

درہم شرعی ز روحانی بگو!
آں سہ ماشہ یک رتی با خمسِ او
وزنِ دینارے کہ مے آید بکار
چار رتی آر با ماشہ چہار
تولہ دوازدہ ماشہ باشد اے پسر
ہشت رتی ماشہ باشد سر بسر
اوقیہ دہ ۱/۲ نیم تولہ مرتسم
آنکہ وزنش در کتب چہل ۱/۲ از درم

مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چند اشعار ہیں۔ جن میں درہم و دینار کا وزن بتایا گیا ہے

باز دینارے کہ دارد اعتبار
وزن آں از ماشہ داں نیم و چہار
درہم شرعی ازیں مسکیں شنو
کہ آں سہ ماشہ ہست یک سرخہ دو جو
سرخہ سہ جو ہست لیکن باہ کم
ہست سرخہ ماشہ اے صاحب کرم

سرخہ رتی کو کہتے ہیں۔

ھٰذا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

طبی مشورے

حکیم آزاد شیرازی

براہ راست جواب کے خواہشمند حضرات جوابی لفافہ ضرور روانہ کریں۔

حکیم آزاد شیرازی اندرون شیرانوالہ دروازہ لاہور

کثرت سیلان لعاب دہن

بندہ کو معدہ کی تکلیف معلوم ہوتی ہے۔ اکثر معالج جگر کی خرابی بتاتے ہیں۔ بھوک اور پیاس بہت لگتی ہے۔ کھانا صحیح معنوں میں جلدی ہضم نہیں ہوتا۔ فوراً پیٹ میں ریح پیدا ہو جاتی ہے ــــ ماہ رمضان المبارک میں روزہ رکھنے کے بعد سارا دن تکلیف رہتی ہے۔ تھوک بہت زیادہ آتی ہے رُکنے کا نام نہیں لیتی۔ جس وقت روزہ افطار کرتا ہوں۔ تھوک رُک جاتی ہے۔ مناسب نسخہ تجویز فرمائیں۔

عبدالرحمٰن جامی نقشبندی

محلہ نقشبندیہ جلالپور پیروالا تحصیل شجاع آباد

ج : آپ کو کثرت سیلان لعاب دہن یعنی منہ سے رال کے بکثرت آنے کی شکایت ہے۔ یہ تکلیف خواہ بیداری میں ہو خواہ خواب میں۔ یا تو معدہ کی گرمی اور تری سے ہوتی ہے یا معدہ کی سردی سے ہوتی ہے۔ اگر گرمی سے ہو تو خالی معدہ ہونے کی حالت میں زیادہ لعاب بہے گا۔ اور اگر سردی سے ہو تو معدہ پُر ہونے کی حالت میں زیادہ ہو گا۔ علاوہ ازیں ضعف ہضم، منہ کی ترشی اور لعاب کا بیسدار ہونا بھی معدے کی سردی کی علامت ہے۔ اگر گرمی سبب ہے تو سبز کاسنی کے پتے نیم کوفتہ نمک ملا کر چبائیں۔ اور اس کا پانی نگل لیں۔ سردی سبب ہو تو کندر اور مصطگی رومی ملا کر چبائیں۔

علاوہ ازیں لیسدار اور بادی چیزوں مثلاً گوبھی، دال ماش، اروی، بھنڈی، چاول، انڈے سے پرہیز کریں۔ سبزیاں گوشت یا گوشت کے بغیر کھائیں۔ جہاں تک ہو سکے سادہ غذا کھائیں۔ موسم کے مطابق پھل بھی استعمال کریں۔ مرغن غذا کا استعمال ترک کر دیں۔ امید کہ اس غذائی تبدیلی ہی سے آپ بغیر کسی دوائی کے تندرست ہو جائیں گے۔

انگلیاں اور کلائی کمزور ہے

س :۔ میرے ہاتھ کی انگلیاں اور کلائی بہت کمزور ہے جس کی وجہ سے بہت پریشان ہوں۔ علاج اور مشورے سے نوازیں۔

نعیم الرحمٰن رحمانی

ربڑی ہاؤس، حیدرآباد سندھ

ج : آپ کا سوال بہت دلچسپ لیکن نامکمل ہے۔ اگر آپ اپنی عمر اور دوسرے اعضاء کے بارے میں بھی تحریر فرماتے تو بہتر تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے آپ کو لیلیٰ کی انگلیاں اور مجنوں کی پسلیاں اور کلائیاں عطا فرمائی ہیں یعنی آپ کی جسمانی ساخت ہی ایسی ہے۔ اس لئے پریشانی کی ضرورت نہیں۔ بہرصورت جسم پر عموماً اور انگلیوں اور کلائیوں پر خصوصاً روغنیات کی مالش مفید ثابت ہو سکتی ہے اور عمر کے ساتھ ساتھ یہ کمزوری بھی رفع ہو جائیگی۔

اور ہاں اگر آپ تحریر فرمائیں کہ جناب عبدالرحمٰن شیخ بی، اے، ایل ایل بی ایڈووکیٹ حیدرآباد سے آپ کا کیا رشتہ ہے تو آپ کو مزید مفید مشورہ دیا جائے گا۔

● سالِ رواں کی پہلی ماہانہ مجلس ذکر خضرا مسجد سمن آباد لاہور میں ۹ راگست ۸۱ء بروز اتوار بعد نماز مغرب منعقد ہو گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔ دعوتِ عام ہے۔

جنات الاسلام — خواتین کا صفحہ

حضرت اُمّ المومنین عائشہ صدّیقہ رضؓ

تحریر : بیگم فخر النساء انور، لاہور

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ رضؓ! تمہارے رنجیدہ اور خوش ہونے کی حالت کو میں بخوبی سمجھ سکتا ہوں۔ جب تم ناخوش ہوتی ہو تو ہمارا نام نہیں لیتی بلکہ کہتی ہو کہ ابراہیم کے رب کی قسم۔ حضرت عائشہ رضؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ درست ہے لیکن رنج میں صرف آپؐ کا نام نہیں لیتی دل میں تو اس وقت بھی آپؐ کی محبت ہوتی ہے۔

جس سفر میں وضو کی جگہ تیمّم کا حکم ہوُا اُس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں بلکہ یوں سمجھنا چاہیے۔ کہ انہیں کی برکت سے خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کی آسانی کے لیے یہ احسان عظیم فرمایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی جگہ ٹھہرے تھے جہاں پانی کا نام بھی نہ تھا۔ اور عائشہ صدیقہ رضؓ کا موتیوں کا ہار گلے میں سے گر کر ٹوٹ گیا تھا۔ آپ نے دو آدمی تلاش کرنے کو بھی بھیجے مگر ہار نہ ملا۔ اسی کشمکش میں صبح کی نماز کا وقت ہو گیا۔ پانی کے لیے سب پریشان تھے حضرت ابو بکر رضؓ نے عائشہ رضؓ کو خوب جھڑکا کہ تمہاری نادانی کی وجہ سے سارے لشکر کو تکلیف ہوئی اور ایسی جگہ رُکنا پڑا جہاں پانی کا نشان تک نہ تھا۔ اس وقت حضورؐ کا سر مبارک حضرت عائشہ رضؓ کی گود میں تھا اور آپؐ سو رہے تھے۔ حضرت عائشہ رضؓ نے والد کے ادب اور حضورؐ کی بے آرامی کی وجہ سے دم تک نہ مارا۔ تھوڑی دیر کے بعد خداوند کریم نے وہ آئتیں نازل فرمائیں جن میں یہ حکم ہے کہ جب تم کو پانی نہ ملے تو مٹی سے تیمم کر لیا کرو۔“

زندگی بھر میں سب سے بڑی مصیبت جو حضرت عائشہ رضؓ نے دیکھی وہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تھی۔ حضرت عائشہ رضؓ کی عمر صرف اٹھارہ سال تھی جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہُوا اور اس چھوٹی سی عمر میں خاوند کا سایہ سر سے اُٹھ جانا کتنی بڑی مصیبت اور پریشانی کی بات تھی اور پھر خاوند بھی کوئی معمولی نہیں بلکہ نبیوں کا پیشوا اور دین و دنیا کا سردار۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ مرض شروع ہُوا۔ جس میں آپ دنیا سے رخصت ہونے والے تھے تو ابتداء میں باری باری ہر ایک بیوی کے مکان پر رہے پھر سب کو جمع کر کے فرمایا کہ اگر تم اجازت دو تو میں باقی دن عائشہ رضؓ کے حجرے میں گزار دوں ــــ چونکہ سب وہی چاہتی تھیں جس میں آپ کو آرام پہنچے۔ چنانچہ نہایت خوشی سے سب نے اجازت دے دی اور آپؐ حضرت عائشہ رضؓ کے پاس رہے وہ بھی سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر آپ کی خدمت میں مشغول ہو گئیں دن رات آپؐ کے پاس حاضر رہتیں۔ شدت مرض اور کمزوری کی وجہ سے حضور اپنی مسواک حضرت عائشہ رضؓ کو دیتے وہ دانتوں میں چبا کر نرم کرتیں تو حضورؐ استعمال کرتے ۱۲ ربیع الاول ۱۱ ہجری دوشنبہ کے دن سرور کونینؐ کی روح عالم قدس کی طرف پرواز کر گئی۔ اس وقت آپؐ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے سہارا لگائے بیٹے تھے۔

حضرت عائشہ رضؓ جس کے نازک اور پاک دل نے آج تک کوئی بڑا صدمہ نہ دیکھا تھا آپؐ کی وفات سے حیران و پریشان ہو گئیں۔ سمجھ میں کچھ نہ آتا تھا کہ کیا کریں اور کیا نہ کریں۔ لیکن اس قدرتی دانائی اور عقل و ہمت سے کام لیا۔ کہ تمام عالمِ اسلام کے لیے رشد و ہدایت اور علم و فضل کا بیش بہا ذریعہ بن گئیں۔ بڑے بڑے صحابہ کرام مشکل سے مشکل مسائل پوچھتے اور ہمیشہ تسلی بخش جواب پاتے تھے۔

بقیہ : بچوں کا صفحہ

اس کے قتل کا بدلہ لیا جائے گا۔

- جس کے لیے خیر کا دروازہ کھولا گیا اسے چاہیے کہ وہ اس موقع کو غنیمت سمجھے کیونکہ نہ معلوم کب بند ہو جائے۔
- جس کو اپنی خطائیں ناپسند ہوں اس کو معاف کیا جائے گا اگرچہ اس نے مغفرت نہ چاہی ہو۔

بچوں کا صفحہ

خیر و برکت کے زرّیں اصول

محترمہ عزیز فاطمہ ــــ کولوتارڈ۔ گوجرانوالہ

- خدا ایک ہے اُس کا کوئی شریک نہیں، جو شریک ٹھہرائے۔ اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے کہ میں اسے دوزخ میں پھینکوں گا اور وہ کبھی بھی نہیں بخشا جائیگا۔
- اللہ تعالےٰ کی نعمت جس بندے پر زیادہ ہوتی ہے۔ اس بندے پر لوگوں کی ذمہ داریاں بھی زیادہ ہو جاتی ہیں۔
- اے بلال رضؓ! خرچ کر اور صاحب عرش سے کمی کا خوف مت کر۔
- اہل ہوں یا نا اہل، نیکی مستحق اور غیر مستحق دونوں کے ساتھ کر۔ اگر تو نے مستحق کے ساتھ کی تو وہ اس کا مستحق تھا اور اگر وہ نیکی کیے جانے کا مستحق نہ تھا تو تُو نیکی کرنے کا اہل تھا۔
- تو خدا کو یاد رکھ، خدا تیری حفاظت کرے گا۔
- تُو اللہ کو یاد رکھ تُو اس کو سامنے پائے گا۔
- تم اللہ کو راحت میں نہ بھولو۔ وہ تمہیں مصیبت میں نہ بھولے گا
- دنیا میں مہمان کی طرح رہو۔
- اسلام کی اشاعت کرو، کھانا کھلاؤ۔ آپس میں رشتہ داروں سے میل جول قائم رکھو۔ اور نماز رات کو اس وقت پڑھو، جب کہ لوگ سو رہے ہوں جنت میں سلامتی سے داخل ہوگے۔
- تم اپنے وضو کو کامل کرو (یعنی ادھورا وضو نہ کرو) اللہ تمہارا شیرازہ بندھا رکھے گا۔
- تم اپنی اولاد کی عزت کرو اور ان کو اچھے آداب سکھاؤ۔
- پاک حالت میں سویا کرو (باوضو سویا کرو) اگر تم مرگئے تو وہ شہادت کی موت ہوگی۔
- بڑے کی عزت کرو اور چھوٹے پر رحم کرو تمہیں جنت میں مجھ سے ملاقات نصیب ہوگی۔
- تم معاف کرو۔ تم کو بھی معاف کیا جائے گا۔
- تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔
- اپنے گھر والوں کو سلام کیا کر، تیرے گھر خیر و برکت زیادہ ہوگی۔
- میری امت میں تم جس (مسلمان) سے ملو سلام کرو تمہاری نیکیاں زیادہ ہوں گی۔
- گناہ کم کر، موت تجھ پر آسان ہوگی۔
- دنیا میں ہم یہ دھوکہ کھاتے ہیں کہ گویا موت غیروں کے لیے لکھی گئی ہے (یعنی ہم کبھی مرنے والے نہیں)
- جو شخص کسی حاکم مقتدر کے پاس رسوخ کی وجہ سے اپنے مسلمان بھائی کو نیک کام میں مدد دے گا یا اس کی حاجت اور مشکل کو پورا کرے گا۔ اللہ تعالےٰ قیامت کے روز اس کو پُل صراط پار کرنے میں مدد دے گا۔
- جو شخص بغیر بلائے کھانے کے لیے گیا تو وہ چور کی طرح داخل ہُوا اور لٹیرے کی طرح نکلا۔
- جو شخص اللہ تعالےٰ کا چالیس روز مخلص بندہ رہے گا تو حکمت کے چشمے اس کے دل سے اس کی زبان پر جاری ہوں گے۔
- جو کسی پشیمان کے گناہ معاف کرے گا۔ اللہ تعالیٰ بھی اس کی لغزشیں قیامت کے دن معاف کر دیگا۔
- جو شخص کسی تنگ دست کے لیے کشایش پیدا کرے گا اللہ تعالےٰ اس کے لیے دنیا میں اور آخرت میں کشائش پیدا کرے گا۔
- اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی پر جھوٹی تہمت یا الزام لگائے گا تو قیامت کے روز

بادۂ شیراز در جامِ اردو

دارم امید عاطفتی از جناب دوست
کردم خیانتی و امیدم بعفوِ اوست

دانم کہ بگذرد ز سرِ جُرمِ من کہ اُو
گرچہ پری وش ست و لیکن فرشتہ خوست

بے گفتگوئی زلف تو دل را ہمی برد
با زلفِ سرکشِ تو کرا رُوی گفتگو ست

عمریست تا ز زلفِ تُو بُوئے شنیدہ ایم
زاں بُوی در مشام دلِ ما ہنوز بوست

ہیچ ست آں دہاں کہ ندیدم ازو نشاں
مُوئیست آں میاں و ندانم کہ آں چہ مُوست

دارم عجب ز نقش خیالش کہ چُوں نرفت
از دیدہ ام کہ دمبدمش کار شستست و شُوست

چنداں گریستم کہ ہر آنکس کہ بر گذشت
در دیدہ ام چو دید رواں گفت ایں چہ جُوست

ما سر چہ گوی بر سر کوئے تو تاختیم
واقف نشد کسی کہ چہ گوئیت و ایں چہ گُوست

حافظ بدست حال پریشان تُو دلے
بہ بُوی زلف یار پریشانیت نکُوست

خواجہ حافظ شیرازی

گو گنہگاری کے کوچے میں قدم رکھتا ہُوں مَیں
بارگاہِ حق سے امیدِ کرم رکھتا ہوں مَیں

وہ پری پیکر سہی ـــ لیکن فرشتہ خو بھی ہے
ہو کے مجرم بھی سزا کا خوف کم رکھتا ہوں مَیں

دِل اسیرِ زلف ہے اور خامشی اپنی زباں
کاکلِ سرکش کے آگے سر کو خم رکھتا ہُوں مَیں

ایک مدّت ہو گئی اُس زُلف کو سُونگھے ہوئے
ہاں مگر اب تک مذاقِ کیف و کم رکھتا ہوں مَیں

ہے کمر باریک اس کی اور دہاں ہے بے نشاں
اُس کے کوچے میں تصوّر کے قدم رکھتا ہوں مَیں

گرچہ آنکھوں کو نہیں ہے اشکباری سے فراغ
پھر بھی نظروں میں ترا نقشِ قدم رکھتا ہوں مَیں

لوگ سمجھے میری آنکھوں کو کہ دو نہریں ہیں یہ
جن نگاہوں کو مثالِ جامِ جم رکھتا ہوں مَیں

گیند بن کر میرا سر تو تیرے کوچے میں گیا
کون جانے سر کو بھی مثلِ قدم رکھتا ہوں مَیں

حافظِ بدمست کی حالت پریشاں ہے مگر
گیسوئے مشکیں کے آگے سر کو خم رکھتا ہوں مَیں

آناد شیرازی

ہفت روزہ خدام الدین

ایجنٹ اور مضمون نگار حضرات کی درخواست پر

مکاتیب نمبر

کی تاریخ اشاعت پر نظر ثانی کر دی گئی ہے

اور اب یہ تاریخ ۲۸ اگست، ۲۷ شوال مقرر کی گئی ہے

ایجنٹ حضرات نوٹ فرمائیں

حضرت لاہوری قدس سرہ کے نام مشاہیر کے خطوط

نیز

حضرت اور دوسرے مشاہیر کے خطوط مختلف حضرات کے نام

کا بہترین اور دلچسپ مرقع

تمام خریدار حضرات ۹ روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔ خریداروں کو فی پرچہ تین روپے ۳/- رعایت دی جائیگی

(ناظم)